اِثباتُ النّبوّت

مُترجم
ظہُور احمد جلالی

از تبرکات
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

ناشر، شبیر ربانی پبلی کیشنز، جامع مسجد قادریہ شبیر ربانی
شبیر ربانی روڈ، چوک شبیر ربانی، ۲۱- ایکڑ سکیم، نیو مزنگ سمن آباد، لاہور۔

Marfat.com

یا اللہ
یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

منانے کی

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ○

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان ○ اللہ نے بروقت کیا جسکو خبردار

پیغام

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی

گرامی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں علامہ اقبالؒ نے بجا طور پر آپکے حضور میں اپنے اس لافانی شعر میں ہدیۂ تحسین پیش کیا ہے۔ ؎

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان - اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

یہ ایک ناقابلِ تردید تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی اس سازش کو کہ ایک نیا فکری دینی اور سیاسی نظام وضع کر کے (نعوذ باللہ) لوگوں کے دلوں سے اسلام اور ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احترام اور وابستگی کو ختم کر دیا جائے اپنے جرأتمندانہ اور مجاہدانہ بروقت مساعی جمیلہ سے ناکام بنا دیا اور غیر مبہم انداز میں ببانگِ دہل یہ اعلان فرمایا کہ ملتِ اسلامیہ اور شریعتِ اسلامیہ بالکل منفرد اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہے اور اس طرح آپنے دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی۔ یہ نظریہ ایک بیج تھا جس نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے گلِ شاداب کی صورت اختیار کی نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "اثبات النبوۃ" لکھ کر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرزندانِ توحید کی وابستگی کو مستحکم کیا اور دشمنوں کے ہر قسم کے شکوک و شبہات کا عالمانہ انداز میں ازالہ فرمایا اسی بنا پر حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے انھیں سرمایۂ ملت کا نگہبان قرار دیا۔ ہر پاکستانی کا دینی ملی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ یوم مجدد رحمۃ اللہ علیہ منا کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کرے اس لیے جملہ برادرانِ اسلام سے پرزور اپیل ہے کہ صفر المظفر کا پورا مہینہ ملک کے گوشے گوشے میں امام ربانی کی یاد میں جلسے منعقد کیے جائیں اور آپکی تعلیمات اور پیغام کو عام کیا جائے

الداعی الی الخیر: صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ناظم اعلیٰ شیر ربانی اسلامک سنٹر

21 — ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد لاہور

Marfat.com

اصلِ نبوّت اور منصبِ نبوّت پر منفرد
بے مثال رسالہ مبارکہ

اِثباتُ النّبوّت (اردو)

از تبرکات
امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

مترجم
مفتی ظہور احمد جلالی

ناشر: شیر ربانی پبلی کیشنز
جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی، ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیو مزنگ کمن آباد، لاہور۔

Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر (۳۰)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــ اثبات النبوۃ (اردو)

از تبرکات ـــــــ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

مترجم ـــــــ حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی

صفحات ـــــــ ۶۴

اشاعت ـــــــ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۰۵ء

تعداد ـــــــ ۱۱۰۰

ناشر ـــــــ شیر ربانی پبلی کیشنز

زیر اہتمام ـــــــ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ہدیہ ـــــــ دعائے خیر برائے معاونین

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر **شیر ربانی اسلامک سنٹر**

شیر ربانی روڈ ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

فون آفس 042-7571809 موبائل 0300-4379913

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرف انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس حقیری کوشش کو ناشر تعلیمات مجددیہ، فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی خدمت میں پیش کرنا، اپنے لئے انتہائی سعادت تصور کرتا ہے۔

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

ظہور احمد [illegible]
دارالعلوم محمدیہ اہلسنت
مانگا منڈی ضلع لاہور
۱۸ ذیقعدہ [illegible]

Marfat.com

فہرست

سبب تصنیف	۷
ایک گمراہ فلسفی کا نظریہ اور اس کا رد	۹
نبی کی تعریف	۱۲
ایک وہم کا ازالہ	۱۲
فلاسفہ کے نزدیک نبی کی تعریف	۱۳
فلاسفہ کی شرائط کی تنقیحات (علمی و تحقیقی جائزہ)	
پہلی شرط کی تنقیح	۱۳
دوسری شرط کی تنقیح	۱۳
تیسری شرط کی تنقیح	۱۴
اہل سنت کے نزدیک معجزہ کی تعریف	۱۶
سات شرائط معجزہ	۱۶
معجزہ کی دلالت کی کیفیت	۱۷
حضرت مجدد الف ثانی کی تحقیقات	۱۷
ایک اعتراض کا جواب	۱۸
معتزلہ کا قول	۲۰
کیا کاذب کے ہاتھ سے معجزہ ممکن ہے؟	
ہمارے بعض اصحاب کا قول	۰
قاضی کا قول	
تحقیق مقام	۲۱
خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کے اثبات	
مسلک اول کے مراحل	۲۳
نبوت میں شک کی بنیاد	۲۵

Marfat.com

علم نجوم و طب کے الہامی ہونے کی دلیل	۲۵
نبوت کے بارہ میں معتزلہ کا نظریہ	۲۶
منکرین نبوت کے اعتراضات مع جوابات	۲۷
اعتراض نمبر۱ مع جواب	۲۷
اعتراض نمبر۲ مع جواب	۲۸
اعتراض نمبر۳ مع جواب	۲۹
اعتراض نمبر۴ مع جواب	۳۰
ایک ضمنی اعتراض مع جواب	۳۱
معتزلہ کا اعتراض	۳۱
جوابی قول حکماء اسلام	۳۲
اعتراض نمبر۵ مع جواب	۳۳
معتزلہ کی طرف سے جواب	۳۴
معتزلہ کی جواب کا رد	۳۵
ضمنا اعتراض مع جواب	۳۵
اعتراض نمبر۶ مع جواب	۳۶
اعتراض نمبر۷ مع جواب	۳۶
اعتراض نمبر۸ مع جواب	۳۸
اعتراض نمبر۹ مع جواب	۳۸
اعتراض نمبر۱۰ مع جواب	۴۰
اعتراض نمبر۱۱ مع جواب	۴۰
مسلک ثانی	۴۲
ایسے شخص پر تعجب ہے	۴۳
اعتراض مع جواب	۴۴

Marfat.com

ارشاد امام غزالی علیہ الرحمۃ [illegible]

نبوت محمدی کی وجوہ مبارکہ [illegible]

وجہ اول [illegible]

ضمنی اعتراضات مع جوابات [illegible]

وجہ اعجاز قرآن میں اختلاف کے چھ اقوال [illegible]

اعتراض ثانی مع جوابات [illegible]

اعتراض ثالث مع جوابات [illegible]

اعتراض رابع مع جوابات [illegible]

اعتراض خامس مع جواب [illegible]

اعتراض سادس مع جوابات [illegible]

دیگر معجزات کی حیثیت [illegible]

اثبات نبوت ﷺ کا دوسرا طریقہ [illegible]

اثبات نبوت ﷺ کا تیسرا طریقہ [illegible]

ما علی صاحبہا الصلوۃ والسلام

علی صاحبہ الصلوۃ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی جس میں ذرہ برابر کجی نہ رکھی تاکہ وہ رسول اللہ تعالیٰ کے عذاب شدید سے ڈرائیں اور اعمال صالحہ بجا لانے والے مومنین کو اجر حسنہ کی خوش خبری سنائیں تو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے ان کا دین کامل کر دیا اور ان پر اتمام نعمت فرما دیا اور آپ کے ساتھ واضح آیات اور عظیم معجزات کے ساتھ بھیجے جانے والے انبیاء و رسل کا سلسلہ ختم فرما دیا تاکہ لوگ اپنی جانیں ان کے حوالے کر دیں جیسا کہ نابینا حضرات خود کو قائدین کے اور حیرت زدہ بیمار مشفق اطباء کے حوالے کر دیتے ہیں تاکہ انہیں وہ فوائد حاصل ہوں جن سے عقل معزول ہے اور آپ ﷺ کو انبیاء و رسل میں افضل و اکرم' ملت کے اعتبار سے اعدل و اقوم' دین و شریعت کے لحاظ سے مضبوط و احکم بنایا جن کے اعتدال حال اور مرتبہ کمال کو رب العزت نے ان الفاظ مبارکہ سے سراہا۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی — آنکھ نہ کسی طرف پھری' نہ حد سے بڑھی۔

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی۔ — بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(النجم: ۱۷-۱۸) ترجمہ :- کنز الایمان امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

وہ ذات گرامی محمد ہے جو تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے تاکہ آپ لوگوں کو رب العزت اور تنزیہہ و تقدیس کی طرف بلائیں' انہیں قوت علمیہ و عملیہ میں کامل بنائیں اور ان کے بیمار دلوں کا علاج فرمائیں۔

• آپ پر ایسا صلوۃ و سلام ہو جس کے آپ اہل ہیں اور آپ کے آل و اصحاب پر جو ہدایت کے درخشندہ ستارے اور اندھیری راتوں میں تابندہ چراغ ہیں۔ بے شمار صلوۃ و سلام ہو جب تک انقلاب لیل و نہار کا سلسلہ قائم و باقی

Marfat.com

ہے۔

امابعد! کار ساز و مددگارِ حقیقی سُبحانہٗ و تعالیٰ کی بارگاہ کا محتاج بندہ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین (اللہ تعالیٰ انہیں نامناسب اشیاء اور عیب ناک اَحوال سے محفوظ رکھے اور ان کے درجات اعلیٰ و بالا فرمائے) کہتا ہے کہ جب میں نے اس زمانے میں اصل نبوت' نبوت اور پھر شخص معین کے لئے تحققِ نبوت مزید برآں مشروعات نبوت پر عمل کے بارہ میں لوگوں کے اعتقاد میں فتور پڑتے دیکھا۔ حتی کہ بعض متغلبینِ زمانہ نے بہت سے علماءِ راسخین کو اِتباعِ شریعتِ کاملہ اور اطاعتِ رُسل عظام علیھم السلام پر جزم صادق کی بنا پر طرح طرح کی تکالیف دیں۔ بہت سے علماءِ راسخین شہید کر دیئے گئے اور نوبت بایںجا رسید کہ اس کی مجلس میں خاتم الانبیاء علیہ **التحیۃ و الثناء** کا اسم گرامی لینا چھوڑ دیا گیا اور جو آپ ﷺ کے ہم نام تھے انہوں نے اپنے نام تبدیل کر لئے اور اس شخص نے گائے کی قربانی پر پابندی عائد کر دی جب کہ وہ اجل شعائر اسلام سے ہے اہل اسلام کی مساجد و مقابر کو برباد کر دیا' کفار کے عبادت خانوں' ان کی عبادات و رسومات کے دنوں کی تعظیم کی۔ اسلام کے شعائر و اعلام کو باطل قرار دیا۔ رسومِ کفار اور ان کے باطل دینوں کی ترویج کی۔ یہاں تک کہ آثار اسلام کو مٹانے کے لئے کفار ہند کے احکام ہندی زبان سے فارسی زبان میں منتقل کرائے گے۔ نیز میں نے بالعموم شک و شبہ کی بیماری معلوم کی حتی کہ اَطباء مریض ہو گئے اور مخلوق ہلاکت کے کنارے پر پہنچ گئی اور میں نے فرداً فرداً لوگوں کے عقائد کی تلاش و جستجو کی۔ ان کے شکوک و شبہات دریافت کئے۔ ان کے دلی راز اور اعتقادات سے واقفیت حاصل کی تو معلوم ہوا کہ ان کے فُتورِ عقائد اور ضُعفِ ایمان کا سبب زمانہ نبوت کی دُوری اور حکماءِ ہند کی کتابوں میں غور و خوض ہے۔

Marfat.com

ایک فلسفی کا نظریہ

اس دوران میرا ایک حکماء ھند کی کتب بنی کرنے والے فضل و فضیلت کے مدعی، خود گمراہ و گمراہ گر فلسفی سے تحقیق اصل نبوت اور شخص معین کے لئے ثبوت نبوت کے مسئلہ پر مناظرہ ہوا تو اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ نبوت کا مرجع و مدعیٰ حکمت و مصلحت، ظاہر خلق کی اصلاح، عوام کو باہمی تنازعات و تشاجرات سے روکنا اور شہوات و خواہشات سے رہائی دلانا ہے۔ نجات اخروی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نجات اخرویہ کا تعلق تہذیب اخلاق اور فضائل اعمال صالحہ کی تحصیل سے ہے۔ جو کہ حکماء کی کتابوں میں تفصیل سے درج ہیں۔ اپنی بات کی تائید میں کہنے لگا کہ امام غزالی علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب "احیاء العلوم" کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا ہے اور "منجیات" والا چوتھائی حصہ "عبادات" والے چوتھائی حصے کے مقابل رم فرمایا ہے۔ "عبادات" والے حصے میں کتب فقہاء کرام کے مطابق نماز و روزہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ حکماء کے ساتھ متفق ہیں اور حکماء کی طرح عبادات بدنیہ کو نجات کا دارومدار قرار نہیں دیتے۔

نیز وہ مدعی کہنے لگا جس شخص کو دعوت نبوت تو ملی ہے لیکن بعد زمانہ کی وجہ سے اس کے نزدیک نبوت ثابت نہیں ہوئی تو اس کا حکم ایمان واجب نہ ہونے میں شاہق جبل (پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والے) کا ہے جس کو دعوت نہیں ملی اور دونوں کے درمیان فرق کرنا تحکم ہے۔

جوابِ مجدد علیہ الرحمتہ

میں نے جواباً کہا کہ بعثت انبیاء علیھم السلام حکمتِ الٰہیہ اور عنایاتِ ازلیہ کا مقتضی ہے تاکہ نفوسِ بشریہ کی تکمیل اور امراض قلبیہ کا علاج ہو اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ نافرمانوں کو ڈرانے والے فرمانبرداروں کو جنت کی

Marfat.com

خوشخبری سنانے والے اور اخروی جزا و سزا کی خبر دینے والے ہوں۔ اس لئے کہ ہر نفس پر خواہشات کا بھوت سوار ہوتا ہے اور وہ معصیات و اعمال رذیلہ کی طرف سبقت کرتا ہے اور نفوس کی تکمیل ان کی سعادت اور دنیا و آخرت میں نجات کا سبب ہے بلکہ بعثت سے مقصود ہی اخروی نجات اور ابدی سعادت ہے۔ اس لئے کہ متاع دنیا قلیل ہے۔

لیکن جب حکماء نے اپنے اقوال باطلہ کی ترویج کا ارادہ کیا تو تہذیب اخلاق اور باطن سے متعلق اعمال صالحہ کی تحصیل میں انبیاء کرام علیھم السلام پر نازل شدہ کتب' انبیاء کرام اور ان کے متبعین کاملین کے اقوال چرا لئے اور علیحدہ علم مدون کر دیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

امام غزالی علیہ الرحمتہ نے "منجیات" کو "عبادات" کا قسیم و مقابل اس لئے قرار دیا کہ فقہاء کرام نے انہیں بالتبع اور ضمناً ذکر کیا ہے اور اس کی مکمل تفصیل نہیں بتائی۔ اس لئے کہ ان کی اصلی غرض ظاہری اعمال سے متعلق ہے اور وہ ظاہر کے مطابق حکم جاری فرماتے ہیں اور لوگوں کے قلب و باطن کو شق نہیں کرتے اور اسے علماء سلوک و طریقت نے بیان کیا ہے اور امام غزالی علیہ الرحمتہ ظاہر سے متعلق شریعت اور باطن سے متعلق طریقت کو ایک جگہ جمع فرما دیا ہے اور مقصد و متعلق کے اختلاف کے اعتبار سے کتاب کی تقسیم فرمائی ہے اور اس قسم کا نام "منجیات" (نجات دہندہ) رکھا ہے اگرچہ عبادات کے سلسلہ میں مذکور امور بھی نجات بخش ہیں اداءِ عبادت سے متعلق نجات کا ذکر فقہ میں معلوم ہو چکا ہے اور اس قسم کی نجات کا ذکر فقہ میں نہیں ہے۔ اس میں غور و فکر کرو۔

اگر کوئی شک باقی رہ گیا ہو تو اس رسالہ میں درج امام غزالی علیہ الرحمتہ کے اقتباسات میں غور کرو گے تو شبہات کے مرض سے کلی نجات پاؤ گے (بحمد اللہ تعالٰی)

نیز میں یہ بھی کہتا ہوں کہ تم نے جالینوس اور سیبویہ کو دیکھا تو نہیں لیکن یہ

Marfat.com

کیسے معلوم ہو گیا کہ جالینوس طبیب اور سیبویہ نحوی تھے۔ اگر کہو کہ میں نے علم طب کی حقیقت سے شناسائی حاصل کی ہے اور جالینوس کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے اس کے اقوال سنے ہیں جو کہ بیماریوں کے ازالے اور امراض کے علاج کے مشعرو خبر دہندہ ہیں تو مجھے اس کے حال کے متعلق ضروری معلومات حاصل ہو گئیں۔ اسی طرح علم نحو سے واقفیت کے بعد امام سیبویہ کی کتب کا مطالعہ کیا اس کے اقوال سنے تو اس کا نحوی ہونا واضح طور پر معلوم ہو گیا۔

تو میں کہتا ہوں کہ جب تجھے نبوت کے معنی معلوم ہیں تو قرآن و حدیث کا بغور مطالعہ کرو تو تجھے **بداهةً** معلوم ہو جائے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سب سے بلند درجہ پر فائز ہیں اور اس تصدیق میں بعد زمانہ مانع نہیں ہے جیسا کہ تصدیق جالینوس و سیبویہ میں بعد زمانہ مانع نہیں۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال و احوال' عقائد حسنہ و اعمال صالحہ کے ساتھ نفوس بشریہ کی قوت علمیہ و عملیہ کی تکمیل' بیمار دلوں کے معالجہ اور ان کی تاریکیاں دور کرنے کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور یہی نبوت کا مقصد و معنی ہے لیکن پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والا جس کے پاس دعوت نبوت نہیں پہنچی اس نے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال نہیں سنے آپ کے احوال سے آگاہ نہیں تو گویا اس کے حق میں، آپ مبعوث ہی نہیں ہوئے تو یہ معذور ہو گا اور آپ پر ایمان لانے کا مکلف نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵)	اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں

جب یہ بات میرے قلب و سینہ میں راسخ ہو گئی کہ میں تحریر و تقریر کے ذریعے ان کے شکوک و شبہات کا ازالہ کروں' کیونکہ اسے میں اپنے ذمے حق واجب اور قرض لازم جانتا تھا جو کہ ادا کے بغیر ساقط نہیں ہو سکتا تو میں نے ایک رسالہ مرتب کیا جس میں دلائل و براہین کے ساتھ اصل نبوت کے مطلب کا اثبات پھر

Marfat.com

اس کے خاتم الرسل علیہ من الصلوٰۃ افضلھا ومن التحیات اکملھا کے لئے تحقق و ثبوت، منکرین کے شبہات کا رد، فلسفہ کی مذمت اور ان کے علوم سے اور ان کی کتابوں سے لگاؤ کے نقصانات بیان کئے گئے وہ دلائل و براہین ان کی کتابوں سے ماخوذ ہیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نصرت و تائید سے اس عاجز کے دل پر کھلنے والے اضافے اور الحاقات بھی ہیں اس طرح یہ رسالہ ایک مقدمہ اور دو فصلوں پر مشتمل ہے اور مقدمہ میں دو بحثیں ہیں۔

مقدمہ

بحث اول معنیٔ نبوت کی تحقیق میں

نبی کی تعریف

واضح ہو کہ متکلمین کے نزدیک نبی وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ فرمائے کہ میں نے تجھے فلاں قوم یا تمام لوگوں کی طرف بھیجا یا فرمائے کہ میری طرف سے احکام پہنچا دو یا اس طرح کے دیگر الفاظ جو کہ اس معنی پر دلالت کرتے ہوں مثلاً میں نے تجھے فلاں کی طرف مبعوث کیا تم ان کو خبر دے دو۔

ارسال کسی شرط یا استعداد ذاتی کے ساتھ مشروط نہیں ہے جیسا کہ حکماء کا گمان ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص فرما دے وہ خوب جانتا ہے کہ جہاں اس نے رسالت رکھنا ہو۔ کیونکہ وہ قادر و مختار ہے جیسا چاہے اور جو چاہے اختیار کرتا ہے۔

ایک وہم کا ازالہ

یہ وہم نہ ہو کہ متکلمین نبی کے لئے معجزہ شرط قرار دیتے ہیں اور اسے نبی کے ایسے خواص سے مانتے ہیں جس کی بناء پر نبی غیر نبی سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ معجزہ متکلمین کے نزدیک نبی کے علم کے لئے شرط ہے نہ کہ نبی ہونے

Marfat.com

کے لئے اور امتیاز سے مراد امتیاز علمی ہے نہ کہ امتیاز ذاتی۔ اسے سمجھ لو۔

فلاسفہ کے نزدیک نبی کی تعریف

فلاسفہ کہتے ہیں کہ نبی میں تین خاصیتوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ پہلی خاصیت:۔ نبی کو مغیبات موجودہ' ماضیہ اور آئندہ پر اطلاع ہو۔

اس شرط کی تنقیح

میں کہتا ہوں کہ جمیع مغیبات پر اطلاع بالاتفاق نبی پر واجب نہیں ہے اور بعض مغیبات پر اطلاع تم نبی کے ساتھ مخصوص قرار نہیں دیتے جیسا کہ تم نے ریاضت کرنے والوں' مریضوں اور سونے والوں کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے اطلاع سے ان کی مراد اکثر غیوب پر اطلاع ہو جو کہ طریقہ معتاد سے خارج اور خارق عادت ہے۔ تو یہ بات مجہول نہیں بلکہ عرف و عادت کے اعتبار سے معلوم ہے۔ جب کہ ایک یا دو بار بلکہ تکرار کے بغیر غیب پر اطلاع یا غیب کی خبر خارق عادت نہیں اس طرح نبی غیر نبی سے ممتاز ہو جائے گا۔ فافہم واضح ہو کہ متکلمین اس بات کے معترف ہیں کہ

اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ کہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے بتانے میں علم غیب رکھتے ہیں۔

لیکن اسے مشروط قرار دینا باطل ہے۔

اسی طرح فلاسفہ نے جس چیز کو اطلاع علی الغیب کا سبب قرار دیا ہے وہ بھی مردود ہے کسی لحاظ سے بھی اہل اسلام کے اصول کے مطابق نہیں ہے اور وہ یوں کہ اس تقدیر پر اطلاع علی الغیب دوسری خاصیت میں داخل ہو گی کیونکہ یہ بھی امور عجیبہ خارق عادت میں داخل ہے لہٰذا اسے علیحدہ بیان کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔ اس میں تامل کرو۔

۲۔ دوسری خاصیت:۔ کہ نبی سے خارق عادت افعال ظاہر ہوں مثلاً عناصر اربعہ

Marfat.com

(ہوا آگ پانی مٹی) کا ھیولیٰ اس کا مطیع ہو اور اس کی اس طرح اتباع کرے جس طرح نبی کا بدن اس کی جان کی اتباع کرتا ہے۔

اس خاصیت کی تنقیح

اس میں کوئی بعد نہیں کہ نبی اللہ کی جان میں اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے ارادہ و تصرف سے ھیولیٰ عنصریہ میں موثر ہو۔ حتیٰ کہ اپنے ارادے سے زمین میں ہوائیں' زلزلے' جلانا' غرق کرنا' ظالموں کی ہلاکت اور ابدان فاسدہ کے خراب کرنے ایسے افعال صادر ہوں۔

اس خاصیت کا جواب

میں کہتا ہوں یہ قول اس بنا پر ہے کہ نفوس کی اجسام میں تاثیر ہوتی ہے جب کہ یہ بات اپنی جگہ ثابت شدہ ہے کہ وجود میں موثر ذات باری تعالیٰ ہی ہے علاوہ ازیں کہ خلاف عادت امور غریبہ کا ظہور نبی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جیسا کہ تم خود معترف ہو۔ تو پھر اس سے نبی کیسے ممتاز ہو گا؟

فلاسفہ کے قول کی توجیہہ

میں کہتا ہوں کہ فلاسفہ اگرچہ غیر انبیاء سے بھی خارق عادت امور عجیبہ کا ظہور جائز قرار دیتے ہیں لیکن وہ اس بات کے قائل نہیں کہ ایسا با تکرار ہو اور خارق عادت فعل حد اعجاز تک پہنچ جائے جیسا کہ ان کی عبارات سے سمجھا جاتا ہے تو اس طرح نبی غیر نبی سے ممتاز ہو جائے گا کیونکہ اس انداز سے امور غریبہ خارق عادت نبی سے ہی ظاہر ہوں گے نہ کہ غیر نبی سے اسے سمجھ لو اور اللہ تعالیٰ ہی درستی و صواب کو خوب جانتا ہے۔

۳۔ تیسری خاصیت :۔ کہ نبی فرشتے کو محسوس صورت میں مصور دیکھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور وحی اس کا کلام سنے۔

Marfat.com

اس کا جواب

یہ بات ان کے مذہب و اعتقاد کے موافق نہیں ہے بلکہ لوگوں کے اعتقاد کے مطابق ان پر التباس ہے اور اس کی برائی پر ایسی عبارت سے پردہ ڈالنا ہے جس کے وہ خود قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک ملائکہ نظر نہیں آتے۔ بلکہ ان کے نزدیک یا تو ملائکہ نفوس مجردہ ہیں جو کہ اپنی ذات کے اعتبار سے اجرا[illegible] کے ساتھ معلق ہیں۔ یا ذات و فعل کے اعتبار سے عقول مجردہ ہیں۔ جسے وہ ملاء اعلیٰ سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کا کلام نہیں جو سنائی دے کیونکہ کلام اجسام کے خواص سے ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک ہوا کو عارض ہونے والی لہروں کو حروف اور آواز کہا جاتا ہے۔

اس خاصیت کی تنقیح اور مذکورہ جواب کا جواب

میں کہتا ہوں کہ انہوں سے اشیاء مجردہ کی رویت کو اس وقت ناجائز قرار دیا ہے جب کہ وہ کسی صورت کے ساتھ مصور اور کسی جسم کے ساتھ مجسم نہ ہوں تو جائز ہے کہ ملائکہ صورت میں متمثل ہو کر اجسام کی صورت میں ظاہر ہوں اور دکھائی دے دیں اور ان کا کلام بھی سنا جا سکے کیونکہ ہر مرتبہ کا منع و جواز کے اعتبار سے اپنا الگ حکم ہوتا ہے اور ملائکہ اپنے مراتب عالیہ سے تنزل کرتے ہوئے تنزل کا لباس پہن لیں تو اس مرتبہ کے احکام پکڑ سکتے ہیں اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

فافهم واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

بحث ثانی

اہلسنّت کے نزدیک معجزہ کی تعریف

ہمارے نزدیک معجزہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے مدعی رسالت اپنے دعوی کا اظہار کرے۔

شرائط معجزہ

شرط اول : نمرا:۔ معجزہ فعل الٰہی ہو کیونکہ مصدق (تصدیق کنندہ) اللہ تعالیٰ ہے۔

شرط ثانی : نمبر۲:۔ معجزہ عادت کے خلاف ہو۔ اس لئے کہ فعل معتاد صدق دعوی پر دلیل نہیں بن سکتا جیسا کہ تم جانتے ہو۔ مثلاً ہر روز سورج کا طلوع ہونا اور موسم ربیع میں پھولوں کا اپنی رعنایاں اور شادابیاں دکھانا۔

شرط ثالث : نمبر۳:۔ معجزہ کا مقابلہ نہ کیا جا سکے۔ کیونکہ یہی حقیقت اعجاز ہے۔

شرط رابع : نمبر۴:۔ معجزہ مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو تاکہ اس کی تصدیق معلوم ہو سکے۔

شرط خامس : نمبر۵:۔ معجزہ دعوی کے مطابق ہو۔ مثلاً مدعی نبوت کہے کہ مردوں کو زندہ کرنا میرا معجزہ ہے اور وہ احیاء موتی کی بجائے کوئی دوسرا خارق عادت فعل ظاہر کر دے مثلاً پہاڑ اکھاڑ ڈالے تو یہ اس کے صدق دعوی کی دلیل نہیں بنے گا اس لئے کہ یہ کام تصدیق الٰہی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

شرط سادس : نمبر۶:۔ اس کا دعوی ایسا نہ ہو کہ وہ جو دعوی کرے اور معجزہ ظاہر ہو کر اس کی تکذیب کر دے۔ مثلاً دعوی ہو کہ یہ گوہ کلام کرے گی اور گوہ بول کر کہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے تو اس سے صدق معلوم نہیں ہو گا بلکہ اس کے کذب کا اعتقاد پختہ ہو گا۔ کیونکہ خود خارق عادت فعل اس کی تکذیب کر رہا ہے۔

شرط سابع : نمبر۷:۔ معجزہ قبل از دعوی نہ ہو کیونکہ دعوی سے پہلے تصدیق غیر معقول ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام فرمانا، کھجور کے خشک

Marfat.com

تنے کا تر و تازہ و پھل آور بن کر کھجوریں گرانا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اقدس شق ہونا قلب مطہر کا غسل' بادلوں کا سایہ اور پتھروں کا سلام وغیرہ افعال خارق عادت جو کہ دعوی نبوت سے پہلے ظاہر ہوئے وہ معجزات میں شامل نہیں بلکہ کرامات ہیں اسی لئے ان کا نام ارہاص رکھا گیا ہے۔ یعنی نبوت کی بنیاد لیکن دعوی نبوت کے بعد معمولی سی تاخیر "جو کہ عادتاً ہو جاتی ہے" سے ظاہر ہونے والا معجزہ ظاہر یہی ہے کہ صدق دعوی کی دلیل ہو گا۔ لیکن ایک طویل زمانہ تک تاخیر ہو مثلاً مدعی نبوت کہے میرا یہ معجزہ ہے کہ ایک ماہ کے بعد ایسا ہو گا تو یہ بھی بالاتفاق معجزہ ہے اور ثبوت نبوت پر دلالت کرتا ہے لیکن اس مدت میں لوگ اس کی اتباع کے مکلف نہیں ہوں گے کیونکہ معجزہ کا علم ہونا شرط ہے اور یہ وعدہ پورا ہونے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔

معجزہ کی دلالت کی کیفیت

واضح ہو کہ مدعی نبوت کے صدق پر معجزہ کی دلالت کی کیفیت محض دلالت عقلی نہیں ہے جیسا کہ فعل وجود فاعل پر دلالت کرتا ہے اور فعل کا احکام و اتقان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فاعل ان اشیاء کا عالم ہے اس لئے کہ دلالت عقلیہ از خود اپنے مدلولات سے مرتبط ہوتی ہے اور اس کی یہ تقدیر جائز نہیں کہ مدلول پر دلالت نہ ہو اور جب کہ معجزہ اس طرح نہیں ہوتا۔ مثلاً آسمان کا پھٹنا' ستاروں کا جھڑنا' پہاڑوں کا پاش پاش ہونا انتہاء دنیا اور قیام قیامت کے وقت وقوع پذیر ہو گا مگر اس وقت کسی رسول کی بعثت تو نہیں ہے اسی طرح اولیاء عظام کے ہاتھوں پر کرامات ظاہر ہوتی ہیں وہ بھی مدعی نبوت کے صدق پر دال نہیں ہوتیں جیسا کہ میر سید سند جرجانی قدس سرہ العزیز نے شرح مواقف میں تحقیق فرمائی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تحقیق

اللہ تعالی کی توفیق و عصمت سے میں کہتا ہوں کہ معجزہ کے لئے مقابلہ کی

Marfat.com

تصریح اور طلب معارضہ اگرچہ جمہور کے نزدیک شرط نہیں لیکن ضمناً معجزہ میں مقابلہ کا ہونا جو کہ قرائن و احوال سے سمجھا جاتا ہے بالاتفاق ضروری ہے۔ اس مقابلہ کے بغیر معجزہ متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ پس انتہاء دنیا اور قیام قیامت کے وقت وقوع پذیر واقعات معجزہ نہیں کہلا سکتے اس لئے کہ وہاں تحدی (مقابلہ) مطلقاً ناپید و مفقود ہے صراحتہ تو نہیں جیسا کہ ظاہر ہے لیکن ضمناً بھی نہیں اس لئے کہ اس وقت کسی کا وجود ہی مقصور نہیں جس سے مقابلہ کی طلب ظاہر ہو۔ اس طرح اولیاء کرام کے ہاتھوں ظاہر ہونے والی کرامات بھی معجزہ نہیں کیونکہ وہ دعوی و تحدی کے ساتھ متصل نہیں ہوتیں۔ پس ان خوارق کا صدق مدعی نبوت پر دلالت نہ کرنے سے معجزات کا اس دلالت سے خالی ہونا لازم نہیں آتا اور یہی مطلوب ہے اسے سمجھ لو۔

اعتراض

معجزات کی مدعی نبوت کے صدق پر دلالت یہی ہے کہ وہ خارق عادت ہیں تو اس دلالت میں خصوصیت معجزہ کا دخل تو نہیں ہے؟

جواب

یہ بات نہیں جو تم سمجھے ہو۔ بلکہ اصل دلالت کرنے والی چیز معارضہ کا تعذر اور غیر سے اس جیسی چیز لانے پر عدم قدرت ہے جو کہ حقیقت اعجاز ہے پس معجزہ کی خصوصیت کا دلالت میں دخل ہو گا بلکہ دلالت میں یہی چیز عمدہ ہے۔

اعتراض

میر سید سند جرجانی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح مواقف میں تصریح فرمائی ہے کہ محض نقلی دلیل متصور نہیں۔ اس لئے کہ صدق مخبر ضروری ہے اور یہ عقل سے ہی ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ یوں کہ صدق پر دال معجزہ میں نظر کی جائے۔ اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ معجزہ کی صدق نبی پر دلالت عقلی ہے اور یہاں

Marfat.com

دلالت عقلی کی نفی کی گئی ہے اور یہ تو تناقض ہے؟

جواب

اس عبارت کا مفہوم اس قدر ہے کہ صدق نبوت پر دلالت کنندہ معجزہ میں عقل نظر و فکر کرے تاکہ صدق مخبر معلوم ہو جائے لیکن اس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ دلالت عقلی ہے یا عادی یا کوئی اور ہے ہم یہ بات مان بھی لیں تو بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ دلالت محض عقلی ہے جس کی اس جگہ نفی مطلوب ہے اس لئے کہ یہ کسی کا بھی دعوی نہیں کہ معجزہ کی دلالت میں عقل کا دخل نہیں ہے تاکہ تناقض لازم آئے اور حضرت میر سید سند جرجانی رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں حصر اضافی ہے جسے نقل کی بہ نسبت ذکر کیا ہے اس میں تامل کرو۔

اس طرح صدق نبوت پر معجزہ کی دلالت سمعی بھی نہیں ہے ورنہ دور لازم آئے گا کیونکہ یہ صدق نبی پر موقوف ہے بلکہ یہ دلالت عادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ ہے کہ وہ ظہور معجزہ کے بعد صدق کا علم پیدا فرما دیتا ہے اس لئے کہ اظہار معجزہ کاذب کے ہاتھوں پر اگرچہ عقلاً ممکن ہے لیکن عادۃ اس کا انتفاء معلوم ہے۔ اس لئے کہ جو کہے میں نبی ہوں پھر پہاڑ اکھاڑ کر سر پر لا کر کھڑا کرے اور کہے اگر میری تکذیب کرو گے تو یہ تم پر گر پڑے گا اور تصدیق کرو گے تو ہٹ جائے گا اور وہ لوگ اگر تصدیق کا ارادہ کریں تو پہاڑ پیچھے ہٹ جائے اور اگر تکذیب کا ارادہ کریں تو قریب ہو جائے تو اس سے بداہتہً معلوم ہو جائے گا وہ نبی اپنے دعوی نبوت میں صادق ہے اور یہ عادت کا فیصلہ ہے کہ ایسا معاملہ جھوٹے سے ظاہر نہیں ہو سکتا علماء نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص جم غفیر کے سامنے دعوی کرے کہ میں اس بادشاہ کا تمہاری طرف پیامبر ہوں۔ پھر بادشاہ سے کہے کہ اگر میں اپنے دعوی میں سچا ہوں تو تم اپنی عادت کے خلاف کرتے ہو مقام معتاد سے کھڑے ہو کر غیر معتاد جگہ پر بیٹھ جاؤ اور بادشاہ ایسا کر دے تو یہ اس شخص کی تصدیق صریح کے قائم مقام ہو گی اور قرینہ حال کے ساتھ

Marfat.com

کوئی شخص بھی اس کے صدق میں شک نہیں کرے گا اور یہ چیز غائب کے حاضر پر قیاس کرنے کی طرح نہیں ہے بلکہ ہمارا دعوی ہے کہ ظہور معجزہ صدق کے ضروری علم کا مفید ہے اور اس کا صدق کے لئے مفید ہونا ضرورت عادیہ سے معلوم ہے۔ تفہیم اور مزید پختگی کے لئے اس مثال کو ذہن نشین رکھو۔

معتزلہ کا قول

کاذب کے ہاتھ پر معجزہ پیدا کرنا مقدور الٰہی ہے کیونکہ اس کی قدرت عام ہے حکمت الٰہی کے تقاضے کے پیش نظر اس کا وقوع ممتنع ہے کیونکہ اس طرح کاذب کے صدق کا وہم پیدا ہو گا اور یہ اصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبیح ہے تو دیگر قبائح کی طرح اس کا صدور بھی ممتنع ہو گا۔

ہمارے بعض اصحاب کا قول

شیخ اور ہمارے بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ کاذب کے ہاتھ پر معجزہ پیدا کرنا فی نفسہٖ قدرت سے متعلق نہیں ہے کیونکہ معجزہ قطعا صدق پر دلالت کرتا ہے اور اس کا صدق سے تخلف (پیچھے رہنا) ممکن ہی نہیں تو اس کی کسی وجہ سے دلالت ضروری ہے جبھی تو صحیح کا فاسد سے امتیاز ہو گا۔ اگرچہ ہمیں بعینہ اس وجہ کا علم نہ ہو۔ پس اگر کاذب کے ہاتھ پر فعل معجز صدق پر دلالت کرے تو کاذب صادق بن جائے گا جو کہ محال ہے ورنہ فعل معجز اپنے ملزوم سے متخلف ہو جائے گا جس کی اپنے مدلول پر دلالت قطعی ہے اور یہ بھی محال ہے۔

قاضی کا قول

قاضی فرماتے ہیں کہ ظہور معجزہ کا صدق کے ساتھ اقتران (ملا ہونا) امر لازم بلزوم عقلی نہیں ہے جیساکہ وجود فعل کا وجود فاعل کے ساتھ اقتران ہوتا ہے بلکہ یہ امور عادیہ میں سے ایک امر عادی ہے۔ جیساکہ فعل کا اپنے مجراء عادی سے انخراق جائز ہے اس طرح فعل معجز کا اعتقاد صدق سے خالی ہونا جائز ہے۔ تو اس

Marfat.com

وقت کاذب کے ہاتھ پر اظہار معجزہ جائز قرار پائے گا تو اس میں صرف یہی خرابی لازم آتی ہے کہ معجزہ میں خرق عادت ہوگا اور اسے فرض تو جائز کیا تھا۔ لیکن اس تجویز کے بغیر کاذب کے ہاتھ پر اظہار معجزہ جائز نہیں ہے اس لئے کہ کاذب کے صدق کا علم محال ہے۔

قول مجدد علیہ الرحمتہ

میں کہتا ہوں کہ امور عادیہ کی اپنے مجرائے عادی سے مطلقاً انخراق (نکل جانے) کی تجویز واجب کرتی ہے کہ اعتقاد صدق نبی سے معجزہ کا خالی ہونا جائز ہو کیونکہ معجزہ کے بعد صدق کا علم امر عادی ہے تو اس صورت میں صادق کاذب سے ممتاز نہیں ہوگا اور اثبات نبوت کا باب مسدود ہو کر رہ جائے گا اس لئے کہ اثبات نبوت میں عمدہ چیز یہی ہے کہ ظہور معجزہ کے وقت صدق نبی کا علم ضروری عادی متحقق ہو جائے۔ بلکہ پہلی تقریر پر لازم آتا ہے کہ معجزہ معجزہ نہ رہے اور اس کی صدق پر بالکل دلالت نہ رہے۔ کیونکہ معجزہ کو معجزہ کہتے ہی اس لئے ہیں کہ یہ خارق عادت اور صدق پر دال ہوتا ہے اور اگر ہم مطلقاً خرق عادت قرار دیں تو یہ صدق پر عدم دلالت میں امور عادیہ کی طرح ہو جائے گا جیسا کہ ہر روز سورج کا طلوع ہونا امر عادی ہے۔

تحقیق مقام

اس مقام پر حق بات یہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں کہ ہم خرق عادت کام بطور خاص نبی کے حق میں بطور اعجاز اور ولی کے حق میں بطور کرامت جائز مانتے ہیں باجود یکہ یہ منضبط ہے کیونکہ یہ ہر دور میں حاصل اور ہر زمانہ میں متحقق ہوتا رہا ہے یہاں تک کہ یہ ایسی عادت مستمرہ بن چکی ہے جس کے انکار کی گنجائش تک باقی نہیں ہے اور اسے بعید سمجھنا مرتفع ہو چکا ہے لیکن اس کے علاوہ

Marfat.com

عادت اپنے اصلی حال پر باقی ہے اس کا استبعاد نہیں اٹھا اور اس پر شبہ کی گنجائش بھی نہیں اور اس میں انخراق اور اپنی حقیقت سے بدلنا بالکل جائز نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ جس پہاڑ کو ہم نے پہلے دیکھا وہ اب سونا بن جائے' سمندر کا پانی خون یا تیل میں تبدیل ہو جائے۔ گھر کے برتن آدمی اور علماء کی صورت میں ظاہر ہو جائیں اور یہ بوڑھا دفعۃً والدین کے بغیر پیدا ہو جائے اور جس کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر ہو رہا ہے وہ مدعی نبوت کا غیر ہو بایں طور کہ مدعی معدوم ہو جائے اور اس لمحے اس کا غیر موجود ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں امور معاش و معاد میں محض خبط و خلل ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کاذب کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرما دے تو اس سے عادۃ اعتقاد صدق متخلف نہیں ہو گا اور اس معجزہ کے صدق پر علم عادی لازم آئے گا۔ اس لئے کہ عادت حس کی طرح علم کے طریقے میں سے ایک طریقہ ہے اور کاذب کے صدق کا علم محال ہے نیز اظہار معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کاذب کی تصدیق بن جائے گا اور تصدیق کاذب کذب ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے جو ظالم لوگ کہتے ہیں لیکن جادو اور اس قسم کے امور مسببات کے حصول کے لئے ترتیب اسباب کے قبیل سے ہیں ان کا خوارق کے ساتھ کسی قسم کا قطعا تعلق نہیں ہے ہاں یہ وہم و تخیل اور ایسی حقیقت دکھانا ہے جو کہ نفس الامر میں متحقق نہیں ہے۔

كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں کہ
الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک جب اس کے
لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا (النور ۳۹) پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا۔

Marfat.com

مقالہ اولیٰ

اس میں دو مسلک ہیں۔

مسلک اول

بعثت، حقیقت نبوت اور تمام لوگوں کی نبوت کی طرف احتیاج کے بیان میں۔

ابتدائے آفرینش

واضح ہو کہ جوہر انسان ابتداء فطرت میں خالی و ساذج پیدا ہوا ہے اسے خدا تعالیٰ کے جہانوں کی کوئی خبر نہ تھی عوالم الٰہی بے شمار ہیں انہیں حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (۷۴/۳۱) اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور اس جوہر انسان کو ادراک کے واسطہ سے عوالم کی خبر ہو گی اور تمام ادراک اس لئے پیدا کئے گئے ہیں تاکہ انسان ان کے ذریعے عالم موجودات پر مطلع ہو اور عوالم سے ہماری مراد اجناس موجودات ہیں۔ انسان میں سب سے پہلے حس لمس (چھونے والی) پیدا ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے انسان گرمی و سردی، خشکی و تری اور نرمی و سختی وغیرہ محسوس کرتا ہے اور حس لمس آوازوں اور رنگوں کے ادراک سے مطلقاً عاری ہے بلکہ یہ اشیاء حس لمس کے نزدیک کالمعدوم ہیں۔ پھر انسان میں قوت باصرہ (دیکھنے والی) پیدا ہوتی ہے۔ تو آدمی الوان و اشکال کا ادراک کرتا ہے اور یہ عالم محسوسات میں سب سے زیادہ وسیع ہے۔ پھر قوت سامعہ (سننے والی) کھلتی ہے تو آدمی اصوات و نغمات سنتا ہے اس کے بعد قوت ذائقہ (چکھنے والی) بیدار ہوتی ہے یہاں تک کہ انسان عالم محسوسات سے تجاوز کر جاتا ہے۔

Marfat.com

دوسرا مرحلہ

پھر سات سال کے قریب قوت تمیز کا مرحلہ آتا ہے اور یہ انسانی وجود کے اطورا میں سے ایک علیحدہ طور ہے جس کے ساتھ محسوسات سے زائد امور کا ادراک ہوتا ہے جن کی کوئی نہ کوئی چیز عالم محسوسات میں موجود ہوتی ہے

تیسرا مرحلہ: جب جوہر انسانی مزید ترقی کرتا ہے تو عقل پیدا ہو جاتی ہے تو واجبات و جائزات و مستحبات اور دیگر امور کا ادراک ہوتا ہے جو پہلے اطوار میں موجود نہ تھے۔

چوتھا مرحلہ

اور عقل سے بلند ایک اور طور و ذریعہ ہے کہ آدمی میں اس کی ایک اور آنکھ کھلتی ہے۔ جس کے ذریعے غیب' مستقبل اور دیگر ایسے امور کا ادراک کیا جاتا ہے عقل جن کے ادراک سے اس طرح معزول ہے جس طرح قوت حس مدرکات تمیز سے معزول ہے اور جس طرح صاحب تمیز کے سامنے مدرکات عقل پیش ہوں تو وہ انکار کر دے گا اور بعید جانے گا۔ تو اسی طرح بعض عقلاء مدرکات عقل کا انکار کرتے ہوئے انہیں بعید جانتے ہیں اور یہ عین جہل ہے اس کے پاس اس کے انکار کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس طور تک اس کی رسائی نہیں ہے اور اس کے حق میں یہ معدوم ہے۔ اگر مادر زاد اندھے کو مسلسل و متواتر سننے سے الوان و اشکال کا علم نہ ہو تو اس کے سامنے انہیں بیان کیا جائے تو معلوم نہیں کر سکے گا اور انہیں بعید از عقل جانے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو مخلوق کے قریب کرنے کے لئے خاصہ نبوت سے ایک حصہ عطا کیا ہے اور وہ نیند ہے اس لئے کہ سویا ہوا آدمی غیب میں واقع ہونے والے امر کو صراحتہ یا لباس مثال (جس کی حقیقت تعبیر سے منکشف ہو جاتی ہے) میں ادراک کر لیتا ہے اور یہ ایسا معاملہ ہے جس کا آدمی کو ذاتی تجربہ نہ ہو اور اس کے سامنے بیان کیا جائے کہ ایک آدمی غش کھا کر مردے کی طرح گر جاتا

Marfat.com

ہے اس کے احساسات سمع و بصر زائل ہو جاتے ہیں تو غائب کا ادراک کر لیتا ہے تو وہ آدمی ضرور انکار کرے گا اور اس کے استحالہ پر دلائل قائم کرتے ہوئے کہے گا کہ حواس ادراک کے اسباب ہیں ان کی موجودگی میں جن امور کا ادراک نہیں ہو سکتا تو ان کے زوال کی صورت میں بطریق اولیٰ ان کا ادراک نہیں ہو گا۔

یہ ایسا قیاس ہے کہ جس کا وجود اور مشاہدہ منکر ہے اور جس طرح عقل اطوار انسانیہ میں سے ایک طور ہے اور اس سے ایسی آنکھ کھلتی ہے کہ اس آنکھ کے ذریعے معقولات کی انواع معلوم ہو جاتی ہیں جب کہ حواس ان کے ادراک سے معزول ہیں۔ اس طرح نبوت بھی ایک ایسا طور ہے جس کے ذریعے ایسی روشن آنکھ بیدار ہوتی ہے کہ آدمی کے لئے اس آنکھ کے نور سے غیب اور ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں کہ عقل ان کا ادراک نہیں کر سکتی۔

نبوت میں شک کی بنیاد

نبوت میں شک یا تو اس کے امکان میں پیدا ہو گا یا اس کے وجود میں امکان نبوت کی دلیل اس کا وجود ہے اور وجود نبوت کی دلیل ایسے علوم و معارف ہیں عقل جن کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ مثلاً علم طب اور علم نجوم جو شخص ان علوم میں بحث کرے گا اسے یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ یہ علوم الہام الٰہی اور توفیق ایزدی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے اور تجربہ کا ان میں دخل نہیں ہے۔

علم نجوم و طب کے الہامی ہونے کی دلیل

اس کی دلیل یہ ہے کہ احکام نجوم میں سے ایسے احکام بھی ہیں جو ہزار سال کے بعد فقط ایک مرتبہ وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اسے تجربہ سے کیونکر حاصل کیا جا سکتا ہے؟ یہی حال ادویات کے خواص کا ہے۔ اس دلیل سے واضح ہو گیا کہ غیر مدرک بالعقل امور کا ادراک ہو جانا امکان نبوت کے لئے کافی ہے اور یہاں نبوت سے مراد یہی چیز ہے۔ کیونکہ اس سے نبوت کی تعبیر کی جاتی ہے بلکہ مدرکات عقل

Marfat.com

سے خارج اشیاء کا ادراک نبوت کے خواص میں سے ایک خاصہ ہے۔

نبوت کے بے شمار خواص ہیں ہم نے انہیں بیان نہیں کیا تمہارے لئے نیند میں حاصل ادراکات اور اس قسم کے طب اور نجوم کے متعلق علوم بطور نمونہ موجود ہیں اور یہی معجزات انبیاء علیہم السلام ہیں کہ عقول عُقلاء کی پونجی کا یہاں اصلاً دخل نہیں ہے اور اس کے علاوہ خواص نبوت کو ہم طریق تصوف کے سلوک کے دوران طریقہ اولیاء کے ذوق سے معلوم کر سکتے ہیں لیکن اصل نبوت پر ایمان لانے کے لئے وہ ایک خاصہ ہی کافی ہے جیسا کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تالیف لطیف المنقذ من الضلال میں ارشاد فرماتے ہیں۔

نبوت کے بارہ میں معتزلہ کا نظریہ

فلاسفہ کہتے ہیں کہ بعثت حسن ہے کیونکہ یہ ایسے امور پر مشتمل ہے جن کی معرفت میں عقل مستقل ہے مثلاً وجود باری تعالیٰ علم باری تعالیٰ اور قدرت باری تعالیٰ اور ایسے امور پر بھی مشتمل ہے کہ عقل جن کے ادراک میں مستقل نہیں مثلاً کلام و رویت باری عزاسمہ اور معاد جسمانی

لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (النساء ۱۶۵) کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے

اور امور خیر ادا کرتے وقت اس خوف کا ازالہ کہ کہیں یہ ملک خدا میں تصرف نہ ہو اور انہیں ترک کرتے وقت یہ خوف کہ ترکِ طاعت لازم آتا ہے۔

ایسے افعال جو کبھی حسن ہوتے ہیں اور کبھی قبیح ان کے مواقع کے متعلق عقل کے لئے راہنمائی حاصل کئے بغیر ان کے حسن و قبح کا استفادہ' ایسی دواؤں اور غذاؤں کے نفع و نقصان کی پہچان جن کا بہت کافی ادوار و اطوار کے بعد تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ باوجودیکہ اس میں ممنوعات بھی ہیں اور نوع انسانی کی بقا بھی اس لئے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور تعاون کا محتاج ہے۔ لہٰذا شریعت ضروری ہے اور اس کے لئے شارع کا وجود ضروری ہے جس کی اطاعت ہوتی ہو اور علمی و عملی امور

Marfat.com

میں ان کی مختلف استعداد کے بعد نفوس بشریہ کی تکمیل' حاجات و ضروریات کے متعلق ضروری صنعتوں' اشخاص کی طرف راجع اخلاق فاضلہ' گھروں اور شہروں کی اجتماعی زندگی کی طرف راجع سیاسیات کاملہ' حسنات کی ترغیب و سیئات سے اجتناب کرانے کے لئے ثواب و عقاب پر مشتمل اخبار وغیرہ کی تعلیم ضروری ہے۔

تبصرہ

واضح ہو کہ اس کلام کا مفہوم یہی ہے کہ بعثت واجب ہے اور حسن سے مراد عام ہے جو کہ واجب کو بھی شامل ہے۔ اس کی تائید دیگر مواقع پر ان کے اس قول سے ہوتی ہے کہ بعثت واجب ہے۔

منکرین کے اعتراضات

اعتراض نمبر۱

مبعوث کے لئے اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ ارسلتک فبلغ عنی (میں نے تجھے ہدایت خلق کے لئے بھیجا ہے لہٰذا میری طرف سے احکام پہنچا دو) کہنے والا اللہ تعالیٰ ہے جب کہ اس بات کا علم نہیں ہو سکتا، کیونکہ القاء جن کا امکان موجود ہے اور تم بالاتفاق وجود جن کے قائل ہو۔

جواب

مرسل پہلے ایسی دلیل بیان کرتا ہے جس سے رسول کو علم ہو جاتا ہے کہ اَرسَلتُک کا قائل اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ جن وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ ایسی آیات و معجزات ظاہر فرما دیتا ہے جس سے تمام مخلوق عاجز ہوتی ہے اور یہ چیز مطلوب علم کے لئے مفید ہوتی ہے یا کہ اللہ تعالیٰ مرسل میں اس بات کا علم ضروری پیدا فرما دیتا ہے کہ قائل و مرسل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

Marfat.com

اعتراض نمبر ۲

نبی کے پاس وحی لانے والا اگر جسمانی ہے تو وحی کے وقت موجود تمام لوگوں کو نظر آنا ضروری ہے جب کہ ایسا نہیں اور اس کے تم خود معترف ہو۔ اگر وحی لانے والا جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہے تو اس سے بطریق تعلم وحی محال ہونی چاہئے اس لئے کہ روحانیین سے کلام کرنا متصور نہیں کیا جا سکتا؟

جواب

ہم شق اول اختیار کرتے ہیں اور تمہارا ملازمہ ممنوع ہے اس لئے کہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ جسمانی چیز کی رویت حاضرین کے لئے پیدا نہ فرمائے وہ ایسا کرنے سے عاجز نہیں ہے اور یہ بات مخفی نہ رہے کہ حاضرین کے لئے رویت پیدا نہ کرنے کی صورت میں باوجودیکہ یہ فی نفسہ ممکن اور تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یہ لازم آتا ہے کہ ہمارے سامنے بلند و بالا پہاڑ اور عظیم شہر ہوں جو ہمیں دکھائی نہ دیتے ہوں اور طبل و ڈھول بج رہے ہوں جو ہمیں سنائی نہ دیتے ہوں اور یہ محض سفسطہ ہے۔

قول مجدد قدس سرہ

میں کہتا ہوں اور اللہ سبحانہ بہتر جانتا ہے کہ وحی لانے والا جسمانی لطیف اور شفاف ہے اور وہ فرشتہ ہے اور جسم لطیف و شفاف کا دکھائی دینا غیر معتاد ہے مثلاً آسمان تو کوئی سفسطہ لازم نہیں آتا اور یہ سفسطہ اس وقت لازم آتا ہے جب ہم کثیف جسم کی عدم رویت جائز قرار دیں۔ کیونکہ وہ خلاف معتاد ہے۔ اسے سمجھ لو۔

جواب نمبر ۲

ہم شق ثانی اختیار کرتے ہوئے بھی جواب دے سکتے ہیں کہ روحانی لطیف و شفاف صورت اختیار کرے اور رسول اس کا کلام سن لے جو کہ وحی الٰہی ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ گذر چکا ہے تو اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اس میں غور کرو۔

اعتراض نمبر ۳

تصدیق بالرسالت اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے مرسل کے وجود اور اس کے مالہ وما علیہ کا علم ہو اور یہ علم گہری نظر سے ہی حاصل ہو سکتا ہے اور اس علم تک نظر کی رسائی ایک دن ایک سال یا کسی معین زمانہ کے ساتھ مقدر نہیں ہے بلکہ یہ نظر اشخاص و احوال کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتی رہتی ہے۔ لہٰذا مکلف کو کسی بھی زمانہ میں تحصیل نظر کے لئے مہلت لینے اور عدم علم کا دعوی کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے اس طرح نبی کا سکوت و افحام لازم آئے گا اور بعثت عبث رہ جائے گی اور اگر اسے مہلت لینے کا حق حاصل نہ ہو بلکہ بلا مہلت تصدیق واجب ہو تو تکلیف مالا یطاق لازم آئے گی۔ کیونکہ علم مذکور کے بغیر تصدیق بالرسالتہ کا وجود غیر متصور ہے اور یہ عقلاً قبیح ہے لہٰذا حکیم مطلق جل جلالہ سے اس کا صدور ممتنع ہو گا۔

جواب

مہلت دینا واجب نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے بیان کردہ طریقہ کے مطابق جب رسول رسالت کا دعوی کرے گا اور اس کا دعوی خارق عادت معجزہ کے ساتھ مقترن ہو گا تو بلا مہلت اتباع واجب ہو گی کیونکہ ظهور معجزہ سے صدق رسول کا علم عادۃ حاصل ہو جاتا ہے۔

اعتراض نمبر ۴

بعثت تکلیف سے خالی نہیں ہے کیونکہ یہی اس کا فائدہ ہے جب کہ تکلیف کئی اعتبار سے ممتنع ہے۔

وجہ نمبر ۱:۔ اس سے جبر لازم آتا ہے۔ اس لئے کہ تمہارے نزدیک فعل عبد

Marfat.com

قدرت الٰہی سے واقع ہوتا ہے۔ اس میں قدرت عبد کا دخل نہیں ہے اور فعل غیر کا مکلف ٹھہرانا تکلیف مالایطاق ہے۔

جواب :۔ فعل میں اگرچہ بندے کی قدرت غیر موثر ہے لیکن اس کا فعل کے ساتھ تعلق ضرور ہے۔ جسے کسب کہا جاتا ہے لہٰذا اس اعتبار سے فعل کی تکلیف جائز ہے اور یہ تکلیف مالایطاق نہیں ہے۔

وجہ نمبر ۲ :۔ مکلف ٹھہرانے میں بندے کا ضرر ہے کیونکہ فعل ادا کرنے میں مشقت ہوتی ہے اور نہ کرنے پر عقاب چونکہ ضرر دینا قبیح ہے اور اللہ تعالیٰ فعل قبیح سے پاک ہے۔

جواب :۔ مکلف ٹھہرانے کے دینی و دنیوی فوائد و مصالح اس ضرر سے کہیں بڑھ کر ہیں جیسا کہ اس کی تحقیق آگے آئے گی۔

تَرْكُ الْخَيْرِ الْكَثِيْرِ لِاَجْلِ الشَّرِّ الْقَلِيْلِ لَا يَجُوْزُ۔ کہ قلیل شر کے لئے کثیر خیر ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

وجہ نمبر ۳ :۔ مکلف ٹھہرانے سے لازم آنے والی تکلیف بلا غرض ہونے کی وجہ سے قبیح ہے۔ اگر تکلیف باغرض ہے تو وہ غرض ذات باری تعالیٰ کی طرف راجع ہو گی یا بندے کی طرف خدا کی طرف راجع نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ہر قسم کی غرض سے پاک ہے اور بندے کی راجع ہونے کی صورت میں ضرر رساں ہو تو بالاتفاق منتفی ہے۔ اگر سود مند ہے تو فائدہ حاصل کرنے کا مکلف ٹھہرانا اور فائدہ حاصل نہ کرنے پر عذاب دینا غیر معقول بات ہے۔ کیونکہ یہ اسی طرح ہے کہ کسی کو کہا جائے کہ اپنے لئے یہ فائدہ حاصل کر لو ورنہ تمہیں ہمیشہ کے لئے عذاب میں جھونک دیا جائے گا۔

جواب نمبر ۱ :۔ یہ اعتراض اس بات کی فرع ہے کہ عقل حسن و قبح کا حکم دے اور افعال الٰہیہ میں غرض واجب ہو۔ حالانکہ ہم نے اپنے مقام پر ان کا بطلان ثابت کیا ہے۔

Marfat.com

جواب نمبر ۲:۔ بندے کی طرف لوٹنے والی غرض کا مکلف ٹھہرانا افعال کی مشقتوں کی نسبت کہیں زیادہ دینی و دنیوی فوائد پر مشتمل ہے۔

ترک فعل پر دائمی عذاب میں اس لئے مبتلا نہیں کیا جاتا کہ اس نے فوائد کیوں نہیں حاصل کئے۔ بلکہ عذاب اس لئے ہوتا ہے کہ اس نے اپنے سیدو مولیٰ کی مخالفت کیوں کی اطاعت کیوں نہ کی اور یہ آقا کی توہین ہے۔

قولِ مجدّدِ علیہ الرحمتہ (ایک ضمنی اعتراض مع جواب)

میں کہتا ہوں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا علم ہونے کے باوجود کہ یہ حکم عدولی کرے گا اور اپنا ذاتی مفاد حاصل نہیں کرے گا تو اسے مکلف کیوں ٹھہرایا یہ تو محض ضرر ہے جو کہ قبیح ہے۔

جواب

اس کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ یہ بندے کی بہ نسبت اگرچہ قبیح ہے لیکن پیچھے مذکور ہو چکا ہے خیرِ کثیر کے لئے شرِ قلیل عقلاً جائز ہے۔ لہٰذا تکلیف قبیح نہیں ہے۔

قولِ معتزلہ

وہ کہتے ہیں کہ کافر کو مکلف ٹھہرانے کا بھی فائدہ ہے مثلاً اسے ثواب پر پیش کرنا ہے۔ کیونکہ ثواب مکلف بہ (حکم) کو بجالانے کا فائدہ ہے نہ کہ مکلف ٹھہرانے کا اور اس کے قریب قریب یہ مثال پیش کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے متعلق علم ہونے کا باوجود کہ یہ دعوت میں شرکت نہیں کرے گا۔ پھر بھی اسے شرکت کی دعوت دینا ایک قسم کا تادب و تلطف ہے۔ اگر داعی اتنا تادب و تلطف نہ کرتا تو اس کی غرض ناتمام رہتی۔

Marfat.com

قولِ حکماءِ اسلام

اس مقام پر انفع و اولیٰ یہ ہے جو حکماء اسلام نے کہا ہے کہ تکلیف حسن ہے' اس کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور وہ امور معاش میں اکیلا مستقل نہیں ہے کیونکہ یہ غذا' لباس' رہائش اور ہتھیار وغیرہ متعلق امور میں محتاج ہے اور اکیلا آدمی یہ تمام امور انجام نہیں دے سکتا۔ بلکہ اس کی تحصیل کے لئے ایک جماعت کی باہمی شرکت و تعاون کی ضرورت ہے۔ ہر آدمی دوسرے کے مقابلہ میں کام کرے۔ ایک کپڑے سیے تو دوسرا سوئی تیار کرے۔ اس طرح تمام امور انجام پائیں گے تو ایک آدمی کا اپنی بنی نوع سے مل کر امر معاش تکمیل پذیر ہو گا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ انسان مدنی الطبع ہے کیونکہ حکماء کی اصطلاح میں تمدن اسی اجتماع کو کہتے ہیں۔ اور تمدن باہمی تعاون' معاملہ اور عدل سے ہی انتظام پا سکتا ہے۔ اس لئے کہ ہر آدمی اپنی ضرورت کی چیز کا خواہش مند ہوتا ہے اور اس کے راستہ میں حائل رکاوٹ پر غضبناک ہوتا ہے اس طرح ظلم تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جس سے حرج واقع ہو گا تو نظام معاملہ اور امر اجتماع میں خلل واقع ہو گا عدل کی جزئیات بے شمار ہیں لہٰذا شارع کی ضرورت ہے۔ پھر جو لوگ شرع و سنت وضع کریں ان میں اختلاف کی صورت میں حرج لازم آئے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ شارع استحقاق طاعت کے لحاظ سے دوسروں سے ممتاز ہو۔ تاکہ شرع و سنت کے قبول کرنے سے سرکشی کرنے والے مطیع و فرمانبردار بن جائیں اور یہ استحقاق اسی صورت میں متصور ہو سکتا ہے کہ شارع ایسی آیات کے ساتھ مخصوص ہو جو یہ بتائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ آیات معجزات ہیں۔

نیز اکثر لوگوں پر جب خواہشات کا بھوت سوار ہوتا ہے تو احکام شرع کو حقیر جانتے ہوئے معصیت اور مخالفت شرع کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور جب مطیع کو ثواب اور عاصی کو عقاب ہوتا ہے تو شارع طاعت و ترک معصیت پر امید و خوف دلائے گا تو انتظام شرع اس حالت سے قوی ہو گا جب کہ شارع درمیان

Marfat.com

میں نہ ہو۔

لہٰذا لوگوں پر شارع اور جزا دہندہ کی پہچان ضروری ہے اور اس معرفت کے محیط سبب کا ہونا بھی ضروری ہے اس لئے صاحب شریعت و جزا کے لئے مذکورہ عبادات شروع ہوئی ہیں اور لوگوں پر مکرر بیان ہوئی ہیں تاکہ خوب ذہن نشین ہو جائیں۔ تو اس وقت شارع کو چاہئے علیم و خبیر خالق کے وجود کی تصدیق' مبعوث من اللہ شارع و رسول پر ایمان' آخرت کے وعدہ و وعید' ثواب و عقاب' ایسی عبادات بجالانے' "جس میں خالق و مالک کی صفات کا ذکر ہو اور لوگ جن معاملات کے محتاج ہیں" ان میں اپنی سنت کی اتباع ان تمام امور کی طرف دعوت دے یہاں تک کہ اس دعوت سے ہمیشہ کے لئے قائم ہو سکے اور نوع انسانی کا نظام درست طریقہ سے چل سکے۔

اس سنت کے استعمال کے تین بنیادی فائدے ہیں۔

نمبر ۱:۔ قوی نفسانیہ کی ریاضت کہ انہیں خواہشات کی تحصیل اور نفس ناطقہ کو توجہ الی اللہ سے روکنے والے غضب سے ہٹائے رکھے۔

نمبر ۲:۔ عوارض مادیہ وکدورات حسیہ سے پاک امور عالیہ کی طرف دائمی نظر رہے جو کہ ملاحظہ ملکوت تک پہنچاتے ہیں۔

نمبر ۳:۔ شارع کی طرف سے انذارات و تنبیہات' صاحب احسان کے لئے وعدہ' اہل عصیان کو وعید یاد کراتا رہے۔ جو کہ دنیا میں اقامت عدل کے ساتھ ساتھ آخرت میں زیادتی اجر و ثواب کو بھی مستلزم ہے۔

معتزلہ کا قول

اس سے ملتی جلتی بات معتزلہ نے کہی ہے کہ تکلیف عقلاً واجب ہے کیونکہ یہ ارتکاب قبائح سے روکتی ہے اس لئے انسان برتقاضائے طبیعت خواہشات و شہوات کی طرف میلان کرتا ہے اور جب اسے معلوم ہو گا کہ یہ چیز حرام ہے تو اس سے رک جائے گا اور امور قبیحہ سے روکنا واجب ہے۔

Marfat.com

اعتراض نمبر۵

اگر تکلیف وجود فعل کی صورت میں ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کام واجب اور اس کا صدور متعین ہو چکا ہے تو امتناع تکلیف کے دلائل کی بناء پر یہ تکلیف عبث و قبیح ہو گی۔ اور یہی حال فعل کے بعد تکلیف کا ہے مزید برآں اس میں تحصیل حاصل کی خرابی بھی موجود ہے۔ لیکن وجود فعل سے قبل تکلیف مالایطاق ہے کیونکہ فعل سے قبل فعل محال ہے اس لئے کہ شئی کی حالت عدم میں شئی کا وجود محال ہے۔

جواب

ہمارے نزدیک فعل کے ساتھ قدرت ضروری ہوتی ہے اور اس حالت میں فعل کی تکلیف تکلیف بالمحال نہیں ہے۔ جو کہ تحصیل حاصل ہے اور یہ استحالہ اس وقت لازم آتا ہے جب کہ اس فعل کے ساتھ متصل تحصیل سے پہلے کی تحصیل کے ساتھ فعل حاصل ہو جب کہ ایسا نہیں ہے بلکہ فعل اس تحصیل کے ساتھ حاصل ہو رہا ہے۔

علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں تکلیف احداث (پیدا کرنے) کی طرح ہے تو کہا جائے گا احداث شئی کے وجود کی حالت میں ہو گا تو تحصیل حاصل اگر عدم کی حالت میں ہو تو دو نقیضوں کا اجتماع جب کہ احداث یقیناً پایا جاتا ہے تو احداث کے بارہ میں جو تمہارا جواب ہو گا وہی تکلیف کے بارہ میں ہمارا جواب ہو گا۔

معتزلہ کی طرف سے جواب

معتزلہ اس اعتراض کے جواب میں کہتے ہیں کہ قبل از فعل تکلیف فعل تکلیف مالایطاق نہیں ہے اس لئے کہ اس وقت تکلیف دوسرے وقت میں فعل واقع کرنے کی تکلیف ہے نہ کہ اس وقت تاکہ دو نقیضوں کا اجتماع لازم نہ آئے۔ جیسا کہ کافر کو موجودہ حال میں اس بات کا مکلف ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ دوسرے

Marfat.com

حال میں ایمان لائے۔

اس جواب کا ردّ

مذکورہ جواب میں نظر ہے وہ یوں کہ مثلاً کافر دوسرے حال میں کفر پر باقی رہے گا تو اسے ایمان پر قدرت حاصل نہیں اور اگر ایمان میں تبدیل ہو گا تو ایمان کا مکلف نہیں رہے گا۔ اس لئے کہ تحصیل حاصل کی تکلیف محال ہے۔

مذکورہ بالا ردّ کا جواب

جواباً یوں کہنا ممکن ہے کہ تکلیف کا تعلق ہی امور مقدورہ کے ساتھ ہے۔ اس سے اس قدر لازم آتا ہے کہ فعل مکلف بہ یعنی جس کا مکلف قرار دیا گیا ہے۔ اس فعل کے وجود کے وقت قدرت میں ہو۔ لیکن قدرت کا تکلیف کے ساتھ متصل ہونا لازمی نہیں نیز تحصیل حاصل کی تکلیف کسی اور تحصیل سے متعلق ہو تو محال ہے اور اگر اس تحصیل کے متعلق ہو تو محال نہیں ہے۔

اعتراض

ان کے نزدیک دوسرے حال میں کفر پر استمرار اس حال میں ایمان پر قدرت ہونے کے منافی نہیں ہے کیونکہ ان کے زعم کے مطابق حالت کفر میں ایمان پر قدرت موجود ہے۔ اس لئے کہ فعل سے قبل قدرت ثابت ہے تاکہ کافر کو ایمان کا مکلف ٹھہرانا درست ہو سکے۔ اسی لئے ارشاد باری تعالیٰ

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (۲/۲۸۶) — اللہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

کے مطابق غیر مقدور فعل کی تکلیف غیر واقع ہے۔ تو اس صورت میں شقِ اول اختیار کرتے ہوئے جواب دینا بھی درست ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

Marfat.com

(جواب از حضرت مجدد قدس سرہٗ)

میں کہتا ہوں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ "فیہ نظر" سے معترض کی مراد یہ ہے کہ دوسرے حال میں کفر پر استمرار کی تقدیر پر اس حال میں ایمان غیر مقدور ہو گا۔ اس لئے کہ یہ وجود وعدم کا اجتماع ہے۔ لہٰذا ان کے اس عذر کا کوئی فائدہ نہ ہو گا کہ اس حال میں تکلیف دوسرے حال میں فعل واقع کرنے کی تکلیف ہے۔ تو اس صورت حال کے پیش نظر شق اول اختیار کرتے ہوئے جواب دینا ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ مخفی نہیں۔ اسے سمجھ لو۔

اعتراض نمبر ۶

بعض ملحدین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ افعال شاقہ بدنیہ کی تکلیف دینا باطن کو معرفت الہیہ' اس کی صفات واجبہ اور اسی طرح واجب تعالیٰ کے لئے جائز و ممتنع امور میں اشتغال سے مانع ہے تو بلاشبہ اس غرض سے متوقع مصلحت وہ مذکورہ امور میں نظر و فکر ہے اور وہ امور مکلف بہ سے متوقع غرض سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔ لہٰذا تکلیف ممتنع عقلی قرار پائے گی۔

جواب

تکلیف سے مقصود اصلی معرفت باری تعالیٰ میں تفکر ہی ہے اور باقی تکالیف اس کی مددگار و معاون اور دواعی ہیں اور اس صلاح معاش کا وسیلہ ہیں جو اوقات کے مشوشات تصفیہ (باطنی صفائی میں رکاوٹ بننے والے) جس کی وجہ سے شغلِ باطن شغلِ تکالیف سے افضل ہے' پر مددگار ہیں۔

اعتراض نمبر ۷

بعثت کی بجائے عقل میں ہی گنجائش و کفایت موجود ہے لہٰذا بعثت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عقل جس کو حسن قرار دے اسے بجا لایا جائے اور جس کو قبیح قرار دے اسے ترک کر دیا جائے اور جس کے حسن و قبح کا فیصد نہ کرے اسے حاجت کے وقت کر لیا جائے کیونکہ ضرورت موجود رہتی ہے

Marfat.com

لہٰذا اس حاجت کے فوت ہونے سے لاحق شدہ ضرر کا اعتبار واجب ہے۔
اور قباحت کی تقدیر پر احتمال ضرر اس کے معارض نہیں ہے اور عدم حاجت کی صورت میں اسے ترک کر دیا جائے۔

جواب

ہم حسن و قبح کے متعلق عقل کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے جواب دیں گے کہ بعثت سے مستفاد شرع کا فائدہ اس بات کی تفصیل ہے جو عقل نے اجمالا بیان کی ہے یعنی نفع و نقصان اور حسن و قبح کے مراتب اور ابتداءً جس کو عقل بیان کرنے سے قاصر ہے شریعت اس کو بھی بیان کرے اور مفید و مضر افعال کی تعلیم دے۔

نبی شارع طبیب حاذق کی طرح ہے جو ادویہ اور ان کی طبائع و خواص کو جانتا ہے اگر ان کی معرفت تجربہ کے ذریعے عوام کے لئے ممکن ہو تو ایک لمبی مدت ان کے فوائد سے محروم رہیں گے اور تکمیل تجربہ سے قبل ہلاکتوں میں جاگریں گے۔
اس لئے کہ اس دوران مہلک ادویہ بھی استعمال ہو سکتی ہیں اور لاعلمی سے استعمال ہونے سے ہلاکت واقع ہو سکتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان امور میں اشتغال سے نفس کی مشقت، صناعات ضروریہ کا تعطل اور معاشی مصلحتوں سے اعراض لازم آتا ہے اور جب یہ امور طبیب کو سونپ دیں تو مشقت کم ہو گی فوائد زیادہ مترتب ہوں گے اور نقصانات سے حفاظت بھی رہے گی۔
جس طرح مذکورہ معرفت ہوتے ہوئے طبیب سے اعراض نہیں برتا جا سکتا اسی طرح عقل کے غور و فکر سے احوال و افعال اور تکالیف کی معرفت ممکن ہونے کے باوجود نبی مبعوث سے استغناء روا نہیں ہو سکتا، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟
جب کہ نبی ایسے امور جانتا ہے جو خدا کے بتائے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے بخلاف طبیب کے کہ اس کی جمیع معلومات تک محض تجربہ و فکر سے رسائی ممکن ہے۔
جب طبیب سے اِستغناء نہیں ہو سکتا تو نبی بطریق اولیٰ محتاج الیہ ہو گا۔

Marfat.com

اثبات نبوت اور حسن تکلیف کے سلسلہ میں مذہب حکماء کی سابقہ تقریر اس کلام کا تتمہ ہے۔

اعتراض نمبر۸

معجزہ ممتنع ہے اس لئے کہ یہ خرق عادت ہے اور خرق عادت جائز قرار دینا سفسطہ ہے لہٰذا نبوت ثابت نہیں ہوتی؟

جواب

خرق عادت کام زمین و آسمان اور ان کے درمیان موجود اشیاء کی ابتداء آفرینش سے زیادہ عجیب نہیں ہے اور بعض صورتوں میں خرق عادت کام کا وقوع پذیر نہ ہونا فی نفسہ خرق عادت کے امکان کے منافی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں انبیاء و اولیاء علیہم السلام سے خرق عادت افعال کا اظہار عادت مستمرہ ہے جو کہ ہر زمانہ میں پائی جاتی ہے۔ لہٰذا عاقل منصف ہے اس کا انکار ممکن نہیں ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں ہمارے نزدیک معجزہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ مدعی رسالت اپنی تصدیق کا ارادہ کرتا ہے اگرچہ وہ خارق عادت نہ ہو۔

قول مجدد قدس سرہ

میں کہتا ہوں اس جواب میں نظر ہے اس لیے یہ بات مذکورہ سابقہ شرائط معجزہ کے منافی ہے کیونکہ ان میں خرق عادت شرط ہے۔ اس لئے کہ اگر معجزہ خارق عادت نہ ہو تو معجزہ امور عادیہ کی طرح صدق پر دلالت نہیں کرے گا۔ اسے سمجھ لو۔

اعتراض نمبر۹

معجزات کا ظہور صدق پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ مدعی کا فعل ہو فعل الٰہی نہ ہو۔ مثلاً وہ جادوگر ہو جب کہ تم بالاتفاق جادو کو

Marfat.com

حقیقت اور امور غریبہ میں اس کی تاثیر کے قائل ہو یا کوئی طلسم ہو جسے مدعی ہی جانتا ہو۔

جواب

تجویزات عقلیہ علم عادی کے منافی نہیں ہیں۔ جیسا کہ محسوسات میں ہے۔ اس لئے ہم جزم کرتے ہیں کہ معین جسم کے حصول کے بدل اس کا عدم فرض کرنا ممتنع ہے۔ حالانکہ اس کے حصول کا جزم واقع کے مطابق ہے اس پر حس کو کوئی شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو کہ اس کے حصول پر ثقہ شہادت کے ساتھ گواہ ہے اور حس کی طرح عادت بھی علم کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے تو حس کے جزم کی طرح کسی چیز کا عادت کے اعتبار سے جزم جائز ہو گا۔ جب کہ اس کی نقیض کا فی نفسہ امکان موجود ہے۔ نیز یہ بات اپنی جگہ پر بیان کی گئی ہے کہ موجود میں موثر صرف اللہ تعالیٰ ہے اور معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نہ کہ مدعی کا اور جادو یا اس قسم کی چیزیں اگرچہ حد اعجاز تک نہیں پہنچیں مثلاً سمندر کا پھاڑنا' مردے جلانا' مادر زاد اندھے کو اور برص والے کو شفا دینا تو ظاہر یہی ہے کہ سحر کا معجزہ کے ساتھ التباس نہیں ہو سکتا تو اشکال بھی پیدا نہیں ہو گا اور اگر جادو حد اعجاز تک پہنچ جائے تو پھر یا تو دعویٰ نبوت اور مقابلہ کے بغیر ہو گا تو اس صورت میں بھی معجزہ کے ساتھ التباس نہیں آئے گا اور اگر دعویٰ نبوت اور مقابلہ بھی موجود ہے تو اس وقت دو چیزوں میں سے ایک ضرور ہو گی۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے ہاتھ پر ایسا امر پیدا ہی نہیں فرمائے گا۔

۲۔ یا کوئی دوسرا اس کے مقابلے پر قادر ہو گا اگر دونوں میں سے ایک بھی نہ ہو تو کاذب کی تصدیق لازم آتی ہے۔ جو کہ کذب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

Marfat.com

اعتراض نمبر ۱۰

جس شخص نے معجزہ کا مشاہدہ نہ کیا ہو اسے تواتر کے بغیر معجزہ کا علم نہیں ہو سکتا اور تواتر مفید علم نہیں لہٰذا جس شخص نے معجزہ کا مشاہدہ نہیں کیا اسے نبوت کا علم حاصل نہیں ہوگا اور تواتر مفید علم اس لئے نہیں ہے کہ جب اہل تواتر میں سے ہر ایک کا کذب ممکن و جائز ہے تو سب کے لئے بھی جائز ہو گا اس لئے کہ کل کا کذب ہر ایک کا کذب ہی تو ہے۔

جواب

کل من حیث الکل کے حکم اور کل واحد کے حکم میں مساوات نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں دس آدمی ایک چیز کو حرکت دے لیتے ہیں جب کہ ایک آدمی میں یہ قوت موجود نہیں ہوتی۔

اعتراض نمبر ۱۱

شریعتوں میں تلاش و جستجو کے بعد نتیجہ یہی نکلا ہے کہ ان میں خلاف حکمت و عقل چیزیں موجود ہیں تو معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے نہیں ہے مثلاً طعام کا فائدہ حاصل کرنے کے لئے جانور کو تکلیف دینا اور اسے ذبح کرنا معین دنوں میں بھوک' پیاس برداشت کرنا واجب ہونا؟ اصلاح جسم کی صلاحیت رکھنے والی مرغوبات سے روکنا؟ تکلیف دہ افعال لازم قرار دینا؟ بعض مقامات کی زیارت کے لئے دور دراز کے سفر کرنا؟ بعض جگہ ٹھہرنا اور بعض جگہ دوڑنا اور بعض جگہ بچوں اور دیوانوں کی طرح طواف کرنا ، کانٹا' کھلے جسم' ننگے سر' مار کے لائق چیز کے سامنے نہ ہونے کے باوجود مارنا؟ ایک ایسے پتھر کو بوسہ دینا جسے دوسرے پتھر پر فضیلت حاصل نہیں ہے؟ اسی طرح آزاد مشتہاۃ عورت کی طرف نظر بھر کے دیکھنا حرام ہونا اور خوبصورت لونڈی کی طرف دیکھنا حرام نہ ہونا؟

جواب

ہم عقل کے حکم حسن و قبح کو اور افعال باری تعالیٰ میں غرض کو واجب تسلیم

Marfat.com

کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ ان امور میں غایت الامر یہی ہے کہ ہمیں ان مذکورہ صورتوں کی حکمتوں کا علم نہیں ہے جو کہ فی نفسہ حکمت کے معدوم ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔ شاید کہ یہاں ایسی حکمت ہو جسے صرف واجب تعالیٰ ہی جانتا ہے نیز ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ عقل سے اوپر ایک اور طریقہ بھی ہے جس میں ایک اور آنکھ کھلتی ہے مستقبل کے غیب اور دیگر ایسے امور کا مشاہدہ کرتی ہے عقل جن کے ادراک سے معزول ہے اور جس طرح قوت حس مدرکات کی تمیز سے معزول ہے۔ اس کے متعلق مزید بحث و تحقیق مسلک ثانی کی ابتداء میں مذکور ہو گی۔

انشاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

مسلک ثانی

مسلک ثانی خاتم الانبیاء محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات میں واضح ہو کہ کچھ امور ایسے ہیں جن کے خواص کے گرد عقل کی آنکھ ہرگز گردش نہیں کر سکتی۔ بلکہ قریب ہے کہ ان کے کذب کا حکم لگا دے اور انہیں محال جانے ۔ ہم ان امور کے امکان بلکہ وجود پر برھان قائم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک دانق افیون زہر قاتل ہے کیونکہ یہ برودت (ٹھنڈک) کی وجہ سے رگوں میں خون کو منجمد کر دیتی ہے اور علم طبعیات کے مدعی کے خیال میں عنصر آب و خاک کا مرکب سب سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور عنصر آب و خاک دونوں کی تاثیر برودت ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ کئی سیر مٹی اور پانی کے باطن میں برودت اس حد تک نہیں پہنچتی اگر کسی علم طبعی کے ماہر کو جس نے اس کا تجزیہ نہ کیا ہو یہ بات بتائی جائے تو اسے محال قرار دے گا اور دلیل یہ بیان کرے گا افیون میں ناریت (آگ) ہوائیت (ہوا) دونوں موجود ہیں اگر کل افیون کو پانی یا مٹی فرض کیا جائے تو اس حد تک برودت پیدا نہیں کرتی اور جب اس میں دو گرم (آگ و ہوا) چیزیں بھی ملی ہوئی ہیں تو بطریق اولٰی اس قدر برودت پیدا نہیں ہو گی۔ اور فلاسفہ کے طبعیات و الہیات میں اکثر برھان اسی جنس پر مبنی ہیں کہ انہوں نے اپنے وجدان اور عقل کے مطابق امور کا تصور کیا اور جو امور ان کی عقل میں نہ آئے ان کو محال سمجھ لیا۔

اسی طرح جس شخص کو رویائے صالحہ (سچی خوابیں) حاصل و مالوف نہ ہوں تو اس کے سامنے کوئی شخص دعوی کرے کہ وہ حواس کے زوال کے وقت غیب جان لیتا ہے تو اس قسم کی عقول کے معترف انکار کر دیں گے اور اگر کسی سے کہا جائے ایسا جائز ہے دنیا میں ایک رائی کے دانے کے برابر چیز ہو وہ جس شہر میں رکھی جائے تو شہر کو نگل جائے اور اپنے آپ کو بھی کھا جائے اور باقی نہ رہے تو وہ اسے محال ہی

Marfat.com

کہے گا اور خرافات قرار دے گا اور یہ آگ کی حالت ہے جس نے آگ نہ دیکھی وہ جب اسے سنے گا تو انکار کر دے گا۔ احکام شرائع اور عجائبات آخرت کا انکار اس قسم کا ہے ماہر علم طبعی کہے گا میں یہ کہنے پر مجبور ہوں افیون میں تبرید کی خاصیت پائی جاتی ہے جسے معقول بالطبعیتہ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

تو یہ بات کیسے ناجائز ہو گی کہ اوضاع شرعیہ میں دلوں کے تصفیہ و علاج کی ایسی خاصتیں موجود ہوں حکمت عقلیہ جن کا ادراک نہیں کر سکتی بلکہ نبوت کی آنکھ کے بغیر دکھائی ہی نہیں دیتیں۔ جب کہ فلاسفہ اس سے عجیب تر خواص کے قائل ہیں مثلاً ان کی کتابوں میں مرقوم ہے اور یہ عجیب و مجرب علاج ہے کہ درد زہ میں مبتلا عورت کے سامنے دو کوری ٹھکریوں پر یہ تصویر (اس کی تین شکلیں ہیں)

۱

۲	۷	۶
۹	۵	۱
۴	۳	۸

۲

۴	۹	۲
۳	۵	۷
۸	۱	۶

۳

ح	ج	د
ا	ہ	ط
و	ز	ب

لکھ کر قدموں کے سامنے رکھا جائے جب عورت ان کی طرف دیکھے گی تو فوراً بچہ پیدا ہو جائے گا۔ فلاسفہ اس کے امکان کے قائل ہیں اور اسے عجائب الخواص سے بیان کرتے ہیں کہ اس شکل میں نو خانے ہیں ان میں مخصوص رقم لکھی جاتی ہے اور ہر جدول میں طول و عرض کے اعتبار سے پندرہ کا عدد نکلتا ہے۔

ایسے شخص پر تعجب ہے جو اس کا اقرار تو کر لیتا ہے لیکن اس کی عقل میں اس بات کی گنجائش کیوں نہیں کہ فجر کی دو رکعتیں، ظہر کی چار اور مغرب کی تین رکعتیں ہونے میں ایسے خواص موجود ہوں جو نظر حکمت سے معلوم نہیں ہوتے اور اس کا سبب اوقات کا اختلاف ہے اور یہ خواص نور نبوت سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں اور تعجب ہے کہ اگر ہم اس عبارت کو منجمین کی عبارت میں تبدیل کر دیں تو ان اوقات کے اختلاف کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے لئے دلائل مرتب

Marfat.com

کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کیا حکم اور طالع مختلف نہیں ہوتے کہ سورج وسط آسمان میں یا طلوع یا غروب کی حالت میں ہو تو وہ مان لیتے ہیں بلکہ اس پر اپنی تقویمات اختلاف مطالع و آجال و اعمار کے تفاوت کی بنیاد رکھتے ہیں سورج کے زوال میں وسط آسمان میں ہونے میں کوئی فرق نہیں اور مغرب اور حالت غروب میں ہونے میں بھی کوئی فرق نہیں۔

اس بات کی تصدیق کا صرف یہی سبب ہے کہ اس نے ایک منجم کی عبارت میں سنا ہے جب کہ سو بار اس کے کذب کا تجربہ ہو چکا ہے۔ وہ پھر بھی اس کی تصدیق کرتا رہے گا۔ حتی کہ اگر منجم کسی کو کہہ دے جب سورج وسط آسمان میں ہو اور فلاں ستارہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو تو اس وقت اگر تو نے نیا کپڑا پہن لیا تو اس کپڑے میں قتل کیا جائے گا۔ وہ آدمی اس وقت کپڑا نہیں پہنے گا بسا اوقات سخت سردی بھی برداشت کرلے گا۔

اے کاش جس شخص کی عقل ان باتوں کو قبول کرنے کی وسعت رکھتی ہے اور یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ یہ خواص بعض انبیاء عظام علیہم السلام کا معجزہ ہیں تو وہ ایسی باتوں کا انکار کیسے کر سکتا ہے جو اس نے موید بالمعجزات نبی صادق سے سنے ہوں جسے جھوٹ کا علم تک نہیں اور ان چیزوں میں ایسے خواص کا امکان کیونکر نہیں ہو سکتا مثلاً عدد رکعات' رمی جمار' ارکان حج کی تعداد اور باقی شرعی عبادات۔

ہمیں تو ان کے اور ادویہ و نجوم کے خواص کے درمیان کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔

اعتراض

ہو سکتا ہے کہ علم نجوم کا کسی قدر تجربہ کیا ہو تو بعض باتوں کی تصدیق ہو جانے کی وجہ سے نفس میں اس کا تصدیق متمکن ہو گئی ہو اور دل سے اس کا

Marfat.com

استبعاد و نفرت زائل ہو گئی ہو جب کہ معجزہ کا تجربہ نہیں کیا اس کے امکان کا اقرار کرنے کے باوجود اس کے وجود اور تحقق کا علم کیسے ہو گا؟

جواب

تم نے اپنے تجربہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اصحاب تجربہ کی باتیں سن کر تقلید کی ہے تو اس طرح اقوال اولیاء بھی سن لو جنھوں نے تجربہ کیا ہے اور تمام شرعی امور میں حق کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان کے طریقے پر چلو گے تو تمہیں بھی بعض امور کا مشاہدہ ہو گا غیوب کا انکشاف ہو گا اور ایسے امور و خواص کا اظہار ہو گا کہ عقل ان کے ادراک سے قاصر ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم کی صداقت کا علم ضروری حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے قرآن حکیم میں غور و تامل کرو احادیث کا بنظر غائر مطالعہ کرو تم پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی جیسا کہ امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا۔

ارشاد امام غزالی علیہ الرحمتہ

آپ فرماتے ہیں کہ اگر تجھے کسی معین شخص کی نبوت میں شک ہو تو یقین حاصل کرنے کے لئے اس کے احوال کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے خواہ وہ مشاہدہ سے حاصل ہو یا تواتر و تسامع سے کیونکہ تمہیں طب اور فقہ کی معرفت سے اطباء و فقہاء کے احوال کے مشاہدہ کے ساتھ یا ان کے اقوال سن کر ان کا علم ہو سکتا ہے۔ پس تم امام شافعی کو فقیہ اور جالینوس کو طبیب جاننے سے عاجز نہیں آؤ گے اور یہ معرفت بالحقیقت ہو گی نہ کہ بالتقلید بلکہ تمہیں طب اور فقہ کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہوں اور تم ان کی کتب و تصانیف کا مطالعہ کرو تو ان دونوں حضرات کے حالات کا علم ضروری حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح جب تم معنی نبوت سمجھ چکے ہو تو قرآن و حدیث کا بغور مطالعہ کرو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کے اعلیٰ درجہ پر فائض ہونا معلوم ہو جائے گا۔

Marfat.com

اس کی تقویت کے لئے آپ کے اقوال پر تجربہ کرو۔ تصفیۂ قلوب میں ان کی تاثیر دیکھو کہ آپ اپنے اقوال میں کس قدر صادق ہیں مثلاً حدیث پاک میں ہے

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔ جس نے علم کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا علم وَدیعت فرمائے گا جو پہلے حاصل نہ تھا۔

اور اسی طرح یہ حدیث کس قدر صادق ہے

مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ جو ظالم کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ظالم کو اس پر مسلّط کر دیا ہے۔

اور یہ فرمانِ اقدس کس قدر صِدق پر مبنی ہے۔

مَنْ اَصْبَحَ وَهَمُّهُ هَمٌّ وَاحِدٌ كَفَاهُ اللّٰهُ هُمُوْمَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اس کو ایک ہی فکر (فکر آخرت) لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت کی ہر قسم کی فکر سے کفایت کرتا ہے۔

جب تم اس بات کا ایک ہزار دو ہزار بلکہ کئی ہزار میں تجربہ کرو تو تمہیں بلاشک و شبہ علم ضروری قطعی حاصل ہو جائے گا۔ تو اس طریقہ سے نبوت کے متعلق ایمان قوی علمی حاصل ہو گا لیکن ایمان ذوقی مثلاً مشاہدہ اور اخذ بالعد وہ طریقہ صوفیہ سے ہی حاصل ہو گا۔ اسے خوب یاد کر لو۔

سیدالانبیاء علیہ وعلیہم السلام کی نبوت کے سلسلہ میں علماء کی ذکر کردہ وجوہ

Marfat.com

وجہ اوّل

یہ وجہ عمدہ ہے آپ نے دعویٰ نبوت فرمایا تو آپ کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر ہوا۔ پہلا معجزہ ایسا متواتر ہے کہ اس تواتر کے ساتھ مشاہدہ و معائنہ بھی لاحق ہو تو اس کے انکار کی گنجائش نہیں رہتی دوسرا معجزہ قرآن حکیم و دیگر امور ہیں۔ لیکن قرآن حکیم اس طرح معجزہ ہے کہ آپ نے اس کے مقابلہ کی دعوت دی اور کوئی شخص معارضہ نہ کر سکا تو یہ معجز (عاجز کر دینے والا) قرار پایا اور مقابلہ کی دعوت متواتر ہے اس میں شبہ کی گنجائش تک نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ ۵۲/۳۴ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں

فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ ۱۱/۱۳ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ۲/۲۳ تو اس جیسی ایک صورت تو لے آؤ

اور جب آپ نے مقابلہ کی اور اس کی مثل لانے کی دعوت دی تو عرب العرباء کے فصحاء و بلغاء بطحا کے پتھروں سے زائد ہونے' آپ کے دعوی کے ابطال کی انتہائی زیادہ خواہش رکھنے' غایت درجہ تعصب و حمیت جاہلیت میں مشہور ہونے اور فخرو مباحات میں سر دھڑ کی بازی لگا دینے کے عادی ہونے کے باوجود قرآن حکیم کی سب سے چھوٹی سورت کی مثل لانے سے بھی عاجز رہے حتی کہ انہوں نے حروف کے ساتھ مقابلہ کی بجائے تلواروں سے مقابلہ کو ترجیح دی اگر وہ معارضہ پر قادر ہوتے تو ضرور کرتے اور اگر وہ معارضہ کرتے تو ہم تک نقل متواتر کے ساتھ پہنچ جاتا کیونکہ اس کی نقل کے دواعی کثیر ہیں مثلاً منبر پر خطیب کا قتل ہونا اور دیگر امور عادیہ کی طرح ان سب کا علم قطعی ہے۔ لیکن کسی کا معارضہ و مقابلہ نہ کر سکنا قرآن کے معجز ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ معجزہ اور اس کی شرائط کے بیان میں گذر چکا ہے۔

اس تقریر پر اعتراضات

نمبرا ممکن ہے کہ جو شخص معارضہ پر قادر تھا اس تک دعوی مقابلہ نہ پہنچا ہو یا

Marfat.com

اس نے مدعی کی خیر خواہی اور اس کی دولت میں شریک ہونے کی خاطر اعلاء کلمہ میں اس کی موافقت کی ہو؟

نمبر۲ ممکن ہے کہ انہوں نے ابتداءً اس دعوی کو معمولی جانا ہو اور انتہاءً اس کی شان و شوکت اور کثرت متبعین سے خوفزدہ ہو گئے ہوں یا وہ اپنے امور معیشت میں اس قدر منہمک ہوں کہ انہیں معارضے کی فرصت نہ ملی ہو؟

نمبر۳ مخالفین نے معارضہ کیا ہو لیکن کسی مانع کی وجہ سے ظاہر نہ ہوا یا ظاہر ہوا ہو لیکن مدعی اور اس کے متبعین نے غلبہ پانے کے بعد اسے چھپا دیا ہو اور اس کے آثار کو اس طرح مٹا دیا ہو کہ وہ بالکل ہی معدوم ہو گیا ہو؟

جواب

پہلا اعتراض اس کا اجمالی جواب تو سابقہ کلام میں آچکا ہے کہ تجویزات عقلیہ علم عادی کے منافی نہیں ہیں۔ تفصیلی جواب یہ ہے پہلا اعتراض کہ معارضہ پر قادر شخص تک دعوی نہ پہنچا ہو اس کا جواب یہ ہے مدعی نبوت جب اپنے صدق دعوی پر کوئی امر ظاہر کرے اور لوگوں کو مقابلہ کی دعوت بھی دے اور لوگ معارضہ سے عاجز رہیں تو ضرورت عادیہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے دعوی میں صادق ہے اور اس پر اعتراض محض ظاہری سفسطہ ہے۔

دوسرا اعتراض "اولاً معمولی جانا اور انتہاءً خوفزدہ ہو گئے ہوں" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ضرورت عادیہ و جدانیہ سے معلوم ہے کہ ایسے شخص کا فوراً مقابلہ کیا جاتا ہے جو کسی بلند کام میں منفرد ہونے کا دعوی کرے اس میں اہل زمانہ پر فوقیت بھی ہو انہیں اپنا تبع بنانا ہو اور ان کی جانوں اور مالوں میں حکم چلانا ہو اور یہ بات بھی بداہت عقل سے معلوم ہے کہ ایسے معاملہ سے اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی توجہ ہی نہ کرے اور اس وقت ایک چیز کو اس کے اصل سے پھیرنے کے لحاظ سے آپ کی دلالت واضح ہو گئی کیونکہ نفوس کی جبلت میں داخل کام کو پھیرنا خارق عادت معاملہ ہے اور مدعی کے صدق پر دال

Marfat.com

ہے۔ اگرچہ وہ جو کچھ لاتا ہو غیر کی قدرت میں بھی داخل ہو۔

تیسرا اعتراض کہ معارضہ کیا تو ہو مگر ظاہر نہ ہوا ہو کا جواب یہ ہے کہ جس طرح یہ عادتاً معلوم ہے کہ بر تقدیر قدرت معارضہ واجب ہے اسی طرح یہ بات بھی عادتاً معلوم ہے کہ اس کا اظہار بھی واجب ہے اور کسی وقت بعض مقامات پر کسی مانع کی وجہ سے اظہار نہ ہو سکنا تمام مقامات و اوقات میں مانع کا احتمال واجب نہیں کرتا۔ لیکن ضرورت عادیہ کے ساتھ اس کا انتفاء معلوم ہے پس اگر معارضہ ہوا ہو تو اس کا مخفی رہنا محال عادی ہے نہ ہی بوقت غلبہ مدعی کے اصحاب سے اور نہ ہی غیر سے لہٰذا تمام احتمالات رفع ہو گئے اور ہمارا مدعی دلالت قطعیہ سے ثابت ہو گیا۔

وجہ اعجاز قرآن میں اختلاف

واضح ہو کہ اہل ملت کا وجہ اعجاز قرآن میں اختلاف ہے۔

پہلا قول

بعض کہتے ہیں کہ اعجاز قرآن کی وجہ یہ ہے قرآن حکیم نظم غریب اور اسلوب عجیب پر مشتمل ہے۔ سورتوں کا آغاز و قصص اس طرح ان کے آخر و فواصل آیات جو کہ کلام عرب کے سجع کے بمنزلہ ہیں لیکن قرآن حکیم میں یہ امور اس انداز سے وارد ہیں جو کلام عرب میں موجود نہیں اور وہ ایسا انداز اختیار کرنے سے عاجز ہیں۔ بعض معتزلہ بھی اسی بات کو وجہ اعجاز قرآن مانتے ہیں۔

دوسرا قول

اہل عربیہ اور جاحظ معتزلی کہتے ہیں قرآن حکیم بلاغت کے اس مرتبہ عالیہ پر فائز ہے جو کہ ان کی ترکیب میں معہود نہیں ہے اور وہ ان کے مراتب بلاغت کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔ پس جو شخص عربی اور فنون بلاغت کا زیادہ واقف ہو گا وہ اعجاز قرآن کا بھی زیادہ عارف ہو گا۔

Marfat.com

تیسرا قول

قاضی باقلانی فرماتے ہیں کہ اعجاز قرآن ان دو امور کا مجموعہ ہے نمبرا نظم غریب نمبر۲ اور اس کا بلاغت کے مرتبہ علیا پر فائز ہونا۔

چوتھا قول

بعض کہتے ہیں کہ اعجاز قرآن کی وجہ غیب کی خبریں ہیں۔

وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں
فِي بِضْعِ سِنِينَ ۔ الروم : ۳ گے چند برس میں ۔

میں تین سے نو سال کی مدت کے اندر اندر رومیوں کے فارسیوں پر غلبہ کی خبر دی گئی ہے اور یہ بعینہ صحیح ثابت ہوئی۔

پانچواں قول

اعجاز قرآن کا سبب اس میں طول و امتداد کے باوجود اختلاف و تناقض کا نہ ہونا ہے اور ان کی دلیل یہ آیہ کریمہ ہے

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو اس
لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۴/۸۲ میں بہت اختلاف پاتے ہیں

چھٹا قول

اعجاز قرآن معارضہ سے پھیر دینا ہے بایں معنی کہ وہ بعثت سے قبل قرآن کی مثل کلام کرنے پر قادر تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں معارضہ کرنے سے پھیر دیا۔

چھٹے قول کی توضیح

اہلسنت سے استاد (ابو اسحاق اسفرائینی) اور معتزلہ سے نظام اس کی توضیح یوں کرتے ہیں کہ کلام پر قدرت کے باوجود انہیں پھیر دیا کہ معارضہ کی طرف بلانے

Marfat.com

والی چیزوں کو پھیر دیا باوجود یکہ معارضہ و مقابلہ ان کی جبلت میں داخل تھا خصوصاً معارضہ کے اسباب بھی بے شمار تھے۔ مثلاً معارضہ نہ کرنے کی صورت میں عجز متفرع ہونا ریاست کا زوال اور اطاعت لازم ہونا۔

مرتضیٰ رافضی کہتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے معارضہ کے لئے ضروری علوم سلب فرمالئے۔

اس جواب کا رد

اللھم کہ وجہ اعجاز کا بیّن اور متعین ہونا ضروری نہیں ہے لیکن غور و فکر کرنے والے منصف مزاج پر مخفی نہ رہے کہ یہ منع صریح مکابرہ ہے پس اسے سمجھ لو۔

اعتراض ثانی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قرآن حکیم میں اختلاف تھا حتی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورت فاتحہ اور معوذتین کو قرآن کا حصہ نہیں مانتے تھے جب کہ یہ قرآن کی مشہور سورتیں ہیں۔ اگر بلاغت قرآنیہ حد اعجاز تک پہنچی ہوتی تو اسے غیر قرآن سے ممتاز ہونا چاہئے تھا اور اختلاف بھی نہیں چاہئے تھا؟

جواب نمبرا

صحابہ کرام کا بعض سورتوں میں اختلاف بطریق خبرواحد مروی ہے جو کہ مفید ظن ہے اور مجموعہ قرآن حکیم نقل متواتر سے منقول ہے کہ یہ مفید یقین ہے لہٰذا اخبار آحاد کی طرف اصلاً توجہ نہیں دی جائے گی۔

جواب نمبر۲

نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر

Marfat.com

نزول میں یا بلاغت میں حد اعجاز تک پہنچنے میں نہیں تھا بلکہ صرف قرآن پاک کا حصہ ہونے میں تھا جو ہمارے مقصود کے لئے مضر نہیں ہے۔

اعتراض ثالث

جمع قرآن کے وقت جب کوئی عدالت میں غیر مشہور آدمی اکیلا آیت لے کر آتا تو اسے قسم یا گواہ کے بغیر قرآن حکیم میں شامل نہ کرتے اور اگر قرآن کی بلاغت حد اعجاز تک پہنچی ہوتی تو بلاغت سے ہی قرآن ہونا معلوم ہو جاتا گواہوں یا حلف کی ضرورت نہ پڑتی؟

جواب نمبر۱

صحابہ کرام کا اختلاف کسی آیت کے مقام پر اور تقدیم و تاخیر میں تھا کہ کون سی آیت مقدم ہے اور کون سی موخر اور یہ کس مقام کی ہے کسی آیت کے قرآن ہونے پر اختلاف نہیں ہوتا تھا اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرأت قرآن پر مواظبت فرماتے تھے اور جس آیت کو اکیلا آدمی لے کر آتا اس کے قرآن ہونے پر تو یقین ہوتا لیکن گواہ اور حلف ترتیب پر ہوتا لہٰذا اعتراض نہ رہا۔

جواب نمبر۲

یہ بات بھی ہے کہ ایک آیت یا دو آیتوں کا معجزنہ ہونا ہمیں مضر نہیں ہے۔ کیونکہ معجز کے لئے ایک چھوٹی سورت کی مقدار ہونا ضروری ہے اور وہ کم از کم تین آیتیں ہیں۔

اعتراض رابع

ہر صناعت کی ایک حد ہوتی ہے جہاں جا کر توقف ہو جاتا ہے اور اس سے تجاوز نہیں ہو سکتا اور ہر زمانہ میں کسی ایک کا تمام اہل زمانہ پر فائق ہونا ضروری ہے یہ ممکن ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ابتداء زمانہ میں سب سے زیادہ

Marfat.com

فصیح ہوں اور آپ کے اہل زمانہ آپ کی مثل لانے سے عاجز ہوں اور اگر اسے معجز کہا جائے تو ہر زمانے میں جو شخص دوسروں پر فائق ہو تو اس کی صناعت کو بھی معجز کہنا چاہیے اور یہ صریح البطلان ہے؟

جواب

ہر زمانہ میں معجز اس جنس سے ظاہر ہوتا ہے اور غالب آتا ہے جس میں اہل زمانہ غایت قصوی اور درجہ علیا پر پہنچے ہوئے ہوں اور ایک حد معتاد پر جا کر ٹھہر جائیں جس سے آگے بشر کا تجاوز کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ جب وہ صناعت کی حد سے متجاوز چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں تو انہیں اس چیز کا من جانب اللہ ہونے کا یقین آجاتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو عروج پر تھا اور جادوگر یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جادو کی حد یہی ہے کہ ایک غیر ثابت حقیقت کا خیال اور وہم پیدا کر دیا جائے۔ پھر جب انہوں نے عصا کو اژدھا بن کر ان کے تراشے ہوئے جادو کو نگلتے دیکھا تو یقین کر لیا کہ یہ جادو نہیں ہے اور طاقت بشریہ سے خارج ہے تو فوراً ایمان لے آئے لیکن فرعون نے اس فن سحر سے قصور کی بناء پر سمجھ لیا کہ یہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ان کے بڑے ہیں اور ان کو جادو سکھاتے ہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب اپنے عروج پر تھی اور آپ اہل زمانہ پر غالب رہے اور وہ طب کی انتہا پر پہنچے ہوئے تھے تو آپ اس بات میں کامل نکلے اور انہیں بتایا کہ مردے جلانا' مادرزاد اندھے کو شفا دینا اور کوڑی کو صحیح کرنا صناعت طب سے خارج ہے۔ بلکہ یہ خداوند قدوس کی طرف سے ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلاغت کے درجہ علیا پر فائز تھے اور بلاغت ہی قریش کی وجہ افتخار تھی حتیٰ کہ انہوں نے مقابلہ کے طور پر دیوار کعبہ پر سات قصیدے لٹکا رکھے تھے اور کتب سیر اس بات پر شاہد ہیں کہ جب آپ نے ایسی چیز پیش کی کہ تمام بلغاء کثرتِ مشاجرہ و منازعہ اور انکار نبوت کے باوجود اس کی مثل لانے

Marfat.com

سے عاجز ہو گئے حتی کہ بعض کفر پر ہی مر گئے اور بعض مسلمان ہو گئے اور بعض نے دل میں اسلام کی نفرت رکھتے ہوئے ذلت و رسوائی سے بچنے کے لئے کلمہ پڑھ لیا جیسا کہ منافقین ہیں اور بعض رکیک قسم کے معارضات کی بے سود کوشش کرتے رہے جو کہ بجائے خود عقلاء کے لئے ہنسی کا سامان بنا۔

مثلاً کلام معارضہ میں کہنے لگے۔

وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا فَالْحَاصِدَاتِ قسم ہے ان کی جو کھیتی بوتی ہیں کھیتی کاٹتی حَصْدًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا ہیں اور پیستی ہیں اور آٹا گوندھتی ہیں پس وَالطَّابِخَاتِ طَبْخًا فَالْآكِلَاتِ أَكْلًا کھاتی ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوتا ہے قرآن حکیم یقیناً قطعاً اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اعتراض خامس

قرآن حکیم میں لفظی و معنوی اختلاف ہے جب کہ خود قرآن نے اس کی نفی کی ہے کہتا ہے۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۸۲ اس میں بہت اختلاف پاتے

مثلاً کالعھن المنفوش کی بجائے کالصوف المنفوش فاسعوا الی ذکر اللہ کی جگہ فامضوا فھی کالحجارۃ کا بدل فکانت کالحجارۃ اور وضربت علیھم الذلۃ و المسکنۃ برعکس وضربت علیھم المسکنۃ والذلۃ ہونا اختلاف لفظی پر دال ہے اور اختلاف معنوی مثلاً ربنا باعد بین اسفارنا میں صیغہ امر ہے اور رب کریم سے ندا ہے اور ربنا باعد میں صیغہ ماضی ہے اور رب مرفوع ہے پہلی کلام دعا ہے اور دوسری خبر ہے۔ اس طرح ھل یستطیع ربک میں غائب کا صیغہ ہے اور رب کے باپر ضمہ ہے وھل تستطیع ربک میں خطاب ہے پہلی کلام میں رب

Marfat.com

کریم کے متعلق خبر پوچھی جا رہی ہے اور دوسری میں حال عیسیٰ علیہ السلام۔

جواب

جو اختلاف بطور آحاد منقول ہو وہ مردود ہے اور جو بطور متواتر منقول ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن حکیم سات طریقوں پر نازل ہوا ہے وہ سب کے سب کافی و شافی ہیں۔ لہذا اختلاف لفظی و معنوی اعجاز کے مانع نہیں ہے۔

اعتراض سادس

قرآن حکیم میں لحن اور بلا فائدہ تکرار ہے لحن کی مثال ان هذان لساحران اور تکرار لفظی مثلاً سورہ رحمن میں اور تکرار معنوی جیسا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے قصہ میں ہے۔

جواب

لحن کا پہلا جواب یہ ہے بعض کہتے ہیں ان هذان کاتب کی غلطی ہے اس لئے کہ ابو عمرو نے اسے ان هذان پڑھا ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض قبائل عرب کی لغت میں تشنیہ اور اسماء ستہ مکبرہ میں الف باقی رکھتے ہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

ان اباها و ابا اباها

لقد بلغا فی المجد غایتاها

ان مواقع پر اہل مدینہ و عراق کی قرأت ان کی لغت کے مطابق ہے۔

تیسرا جواب الف باقی رکھنا هذا کے ساتھ مخصوص ہے کہ اس میں بڑھایا گیا ہے اور اسے اپنے حال پر باقی رکھا جاتا ہے جس طرح الذین میں التی پر ین زائدہ لایا گیا تو تینوں حالتوں میں برقرار رکھا گیا۔ اب اس لئے کیا گیا ہے کہ معرب اور مبنی کے تشنیہ میں لفظ هذا اور معرب و مبنی کے جمع میں لفظ الذی سے فرق و اختلاف ظاہر ہو جائے۔

Marfat.com

چوتھا جواب یہ ہے یہاں ضمیر شان مقدر ہے اور مبتداء کے حیز میں داخل ہے یہ اگرچہ قلیل ہے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تکرار والے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ تکرار بے شمار فوائد کو متضمن ہے

نمبر۱ تقریر و پختگی

نمبر۲ تحقیق معنی میں مبالغہ

نمبر۳ ایک معنی کو ایجاز و اطناب کے مختلف انداز میں بیان کرنے "جو کہ بلاغت کا ایک شعبہ ہے" پر قدرت کا اظہار

نمبر۴ کبھی ایک قصہ بہت سارے امور پر مشتمل ہوتا ہے تو ایک دفعہ ایک امر ذکر کر دیا جاتا ہے دوسری مرتبہ دوسرا امر کبھی بعض امور بالقصد اور بعض بالتبع بیان کئے جاتے ہیں اور کبھی اس کا عکس کر دیا جاتا ہے کہ پہلے جو بالقصد ذکر ہوئے ہیں انہیں اب بالتبع بیان کر دیا جاتا ہے۔

دیگر معجزات کی حیثیت

قرآن حکیم کے علاوہ دوسرے معجزات مثلاً شق قمر' جمادات کا کلام کرنا اور آپ کی طرف چل کر آنا' بے زبان چوپاؤں کا بزبان فصیح گفتگو کرنا' مختصر سے کھانے سے ایک جماعت کو سیر کر دینا' انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرنا غیب کی خبریں دینا وغیرہ بے شمار امور ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے پس یہ معجزات اگرچہ متواتر نہیں مگر ان میں قدر مشترک یعنی ثبوت معجزہ ضرور متواتر ہے جیسا کہ شجاعت علی رضی اللہ عنہ اور جود حاتم متواتر ہے اور ہمیں اثبات نبوت کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات کا دوسرا طریقہ

جسے جاحظ معتزلی اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے پسند فرمایا اور امام غزالی کے مذکور سابق کلام سے سمجھا جاتا ہے یعنی نبوت سے قبل' دعوت کے وقت اتمام

Marfat.com

دعوت کے وقت کے احوال آپ کے اخلاق عظیمہ اور ابطال باطل کے لئے پُر حکمت احکام و اقدامات پر استدلال کیا جائے یعنی دنیا و دین کی کسی مہم میں کبھی بھی جھوٹ نہ بولنا اگر بالفرض ایک دفعہ بھی جھوٹ بولا ہوتا تو مخالفین ضرور اس کی تشہیر کرتے اعلان نبوت سے قبل اور بعد کوئی قبیح کام نہ کرنا اور آپ کا بہت بڑا فصیح ہونا جیسا کہ آپ کا اپنا ارشاد ہے۔

اوتیت جوامع الکلم کہ مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں تبلیغ رسالت کی خاطر طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنا حتی کہ آپ فرماتے ہیں جس قدر مجھے اذیت دی گئی ہے کسی اور نبی کو نہیں دی گئی اس پر آپ کا صبر کرنا اور عزیمت میں ذرہ بھر فتور واقع نہ ہونا اور پھر اعداء پر غلبہ پاکر' جانوں اور مالوں میں تصرف کے اعتبار سے بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہونے کی بعد بھی اسی سابقہ حالت پر بدستور باقی رہنا بلکہ ابتداء سے لے کر انتہاء تک ایک ہی محبوب و مرضی طریقہ پر باقی رہنا' اپنی امت پر اس قدر شفقت کہ آپ کو خطاب ہوتا ہے۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ (سورۃ ۳۵ آیت ۸) تو تمہاری جان ان پر حسرتوں میں نہ جائے۔ (اور فرمایا جاتا ہے)

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ (سورۃ آیت) تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے۔

اور جودوعطا اس قدر کہ عتاب (محبت) ہوتا ہے

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (۲۹/۱۷) اور نہ پورا کھول دے

اور آپ کا دنیا کے مال و اسباب اور اس کی تر و تازگی کی طرف کبھی بھی التفات نہ فرمانا حتی کہ قریش کی طرف سے ترک دعوی نبوت کی صورت میں مال و متاع بیوی و ریاست کی پیش کش کو ٹھکرا دینا' فقراء و مساکین کے ساتھ تواضع سے ملنا اور ارباب ثروت و اغنیاء سے غایت ترفع سے ملنا' جان لیوا خطرات منڈلا رہے ہوں تو بھی راہ فرار اختیار نہ کرنا جیسا کہ غزوہ احد اور غزوہ حنین میں ہوا اور یہ آپ کے

Marfat.com

قلب و ارادہ کی قوت کی بین دلیل ہے۔ اگر آپ کو ارشاد خداوندی

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۵/۶۷ اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے

کے مطابق عصمت خداوندی پر وثوق نہ ہوتا تو عادتا ایسا ہونا ممنوع تھا اور آپ کا

حال تبدیل نہ ہونا جب کہ آپ کے سبب احوال تبدیل ہو جاتے۔

جس شخص نے اس طرح کے امور کا تتبع کیا ہے وہ جانتا ہے کہ ہر ایک واقعہ اور وصف اگرچہ نبوت پر دلیل نہیں ہے کیونکہ ایک شخص کا تمام لوگوں سے مزید فضل میں ممتاز ہونا نبی ہونے کی دلیل نہیں ہے لیکن ان امور کا مجموعہ قطعی طور انبیاء کرام علیہم السلام میں ہی پایا جا سکتا ہے۔

لہٰذا آپ کی ذاتِ مقدسہ میں ان امور کا اجتماع آپ کے نبی ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔

اثباتِ نبوت کا تیسرا طریقہ

اسے امام رازی نے اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی قوم میں دعوی نبوت کیا جن میں کتاب و حکمت نہیں تھی بلکہ وہ حق سے روگردان تھے۔ وہ یا تو بتوں کی عبادت پر معتکف تھے مثلاً مشرکین عرب، یا دین تشبیہ صنعتِ تلبیس و تزویر اور افتراءات و اکاذیب کی ترویج پر قائم تھے مثلاً یہودی یا وہ دو خدا مانتے تھے اور محارم کے ساتھ نکاح روا رکھتے تھے جیسا کہ مجوس تھے۔ یا اب ابن اور تثلیث کے قائل تھے جیسا کہ نصاری۔

آپ نے دعوی نبوت کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن کتاب اور کامل حکمت کے ساتھ بھیجا گیا ہے تاکہ میں مکارم اخلاق مکمل کردوں اور لوگوں کی قوت علمیہ کو عقائد حقہ اور قوت عملیہ کو اعمال صالحہ کے ساتھ کامل کردوں اور ایمان و عمل صالح کے ذریعے سارا جہاں منور کردوں پھر آپ نے ایسا کر دکھایا اور وعدہ ربانی کے مطابق آپ کا دین تمام دینوں پر غالب آگیا اور تمام باطل دین مضمحل (نابید) ہو گئے اور فاسد مقالات زائل ہو گئے آفاق عالم میں توحید کے

Marfat.com

سورج تنزیہہ کے چاند چمکنے اور دھمکنے لگے اور نبوت کا یہی مطلب و مفہوم ہے کیونکہ نبی نفوس بشریہ کی تکمیل اور امراضِ قلبیہ جو کہ اکثر مخلوق پر غالب رہتی ہیں، کا علاج کرتا ہے لہٰذا ان کو طبیب معالج کی ضرورت ہوتی ہے اور جب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم کی بیمار دلوں اور دلوں کی تاریکیوں کے زوال میں دعوت اتم و اکمل تھی تو آپ کی نبوت کا یقین کرنا فرض ہو گیا اور آپ افضل الانبیاء و الرسل ٹھہرے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء وسلم) امام رازی مطالب عالیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ برھان بظاہر برھان لمی ہے کیونکہ ہم نے حقیقت نبوت کے متعلق گفتگو کی ہے اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ کیفیت جس طرح آپ کو حاصل تھی کسی اور کو حاصل نہیں لہٰذا آپ انبیاء و رسل سے افضل ہیں لیکن معجزہ کے ساتھ آپ کی نبوت کا اثبات برھان انی ہے اور اثبات نبوت میں یہ طریقہ حکماء کے قریب ہے کیونکہ اس کا حاصل یہی ہے کہ لوگ اپنے معاش و معاد میں کسی موید من اللہ ذات کے محتاج ہیں جو ان کے لئے ایسا ضابطہ اخلاق مقرر فرمائے جو انہیں دنیا و آخرت میں مسعود کر دے دوسرا مقالہ جو کہ فلاسفہ کی مذمت اور ان کے علوم پڑھنے اور ان کی کتب کا مطالعہ کرنے سے حاصل ہونے والے ضرر و نقصان کے بیان پر مشتمل ہے۔ **جو اختتام پذیر ہوا۔**

والحمد للہ

نوٹ: رسالہ مبارکہ کے آخری الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ رسالہ مبارکہ کا دوسرا حصہ بھی ہے جو کہ عام دستیاب رسالوں میں درج نہیں ہے اگر کسی صاحب کے پاس مکمل رسالہ موجود ہو یا کسی جگہ موجود ہونے کا علم ہو تو از راہ کرم مطلع فرما دیں تا کہ اسے حاصل کر کے شامل اشاعت کیا جا سکے

ظہور احمد جلالی

دار العلوم محمدیہ اہلسنت مانگا منڈی لاہور

Marfat.com

''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس''

منعقدہ 24 اپریل 2005 بروز اتوار بمقام ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور میں ممتاز علماء کرام، نامور دانشوروں، پروفیسروں اور ریسرچ سکالروں کے حضرت مجدد امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات، عقائد و نظریات، افکار، کارہائے نمایاں اور تجدیدی کارناموں پر پڑھے جانے والے علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

ارمغان امام ربانی

مرتبہ

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

برائے حصول کتاب مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر

شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

فون آفس 042-7571809 موبائل 0300-4379913

Marfat.com

شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے زیر اہتمام

مطبوعات شیر ربانیؒ پبلیکیشنز

جامع مسجد قادریہ شیر ربانیؒ (شیر ربانیؒ روڈ) چوک شیر ربانی 21 ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد لاہور

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
۱۔	توحید اور شرک	غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ
۲۔	حالات و مقامات حضرت مجدد الف ثانیؒ	عبد الاحد
۳۔	حضرت امام اعظمؒ مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں	حضرت علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری
۴۔	سی دسہ آیات	حضرت ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددیؒ
۵۔	مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان	حضرت ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددیؒ
۶۔	نبی رحمت ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز (چھوٹی)	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۷۔	نبی رحمت ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز (بڑی)	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۸۔	حسن الاعتقاد فی ذکر المیلاد مع تحقیق البدعۃ	مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد

Marfat.com

۹۔	محافل میلاد النبی ﷺ علامہ اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر بابر بیگ مطالی
۱۰۔	نماز کی اہمیت اور ضروری مسائل	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۱۔	عید میلاد النبی ﷺ قرآن وسنت کی روشنی میں	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۲۔	نظام مصطفےٰ ﷺ اور ہماری زندگی	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۳۔	دور حاضر میں عشق رسول ﷺ کے تقاضے	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۴۔	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دینی وملی خدمات	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	محافل میلاد النبی ﷺ اور دینی تقریبات کے فروغ کے لئے چند ضروری گذارشات	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۶۔	حضرت شیر ربانیؒ کا پیغام عصر حاضر کے نام	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۷۔	رہنمائے حج وزیارات	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۸۔	شجرہ طیبہ مع معمولات نقشبندیہ مجددیہ	
۱۹۔	منبع انوار	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۲۰۔	جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ایک تنظیم ۔ ایک ادارہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۱۔	تائید اہل سنت	حضرت امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ
۲۲۔	مختصر سوانح حیات شیخ الاسلام حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلویؒ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

Marfat.com

۲۳۔	عصر حاضر میں تبلیغ دین کے تقاضے	پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۲۴۔	طلبہ کی قلمی کاوشیں	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۵۔	کنز الہدایات فی کشف الدرایات والنہایات	حضرت مفتی محمد باقر لاہوری مترجم حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی
۲۶۔	تجہیز و تکفین	حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۲۷۔	تقسیم وراثت	حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۲۸۔	افکار حضرت مجدد الف ثانیؒ اور عصر حاضر	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۹۔	اوراد فتحیہ مع دعائے رقاب	....
۳۰۔	اثبات النبوۃ	حضرت مجدد الف ثانیؒ مترجم حضرت مفتی ظہور احمد جلالی
۳۱۔	ارمغان امام ربانیؒ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۲۔	روئیداد ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' قومی کانفرنس	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری محمد ناظم بشیر نقشبندی

Marfat.com

جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانیؒ......مقاصد اور طرز تعلیم

★ اس ادارے کا بنیادی مقصد سکولوں، کالجوں، ملازمت پیشہ، صنعت وتجارت اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ایسے عوام الناس (بالخصوص نوجوان نسل) جو کل وقتی اداروں میں داخلہ لے کر دینی تعلیم وتربیت کا سامان نہیں کر سکتے۔ انہیں جز وقتی مواقع مہیا کر کے قرآن وسنت کی عام فہم تعلیم وتربیت سے روشناس کرانا ہے۔

★ یہ حقیقت بھی ملحوظ خاطر ہے کہ بعض آئمہ مساجد اور خطباء حضرات مالی مشکلات کے سبب اپنے اوائل دور میں دینی نصاب مکمل نہیں کر پاتے لیکن اس تعلیمی تشنگی کو مسلسل محسوس کرتے رہتے ہیں۔ اس ادارہ میں ایسے حضرات کی اس علمی کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔ اور ان کی ادھوری تعلیم وتربیت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کماحقہ کوشش کی جاتی ہے۔

★ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس عربیہ کے طلباء کو قرآن وسنت کی روشنی میں مضامین/مقالہ جات لکھنے کی ترغیب دی جاتی اور طریقہ کار سکھایا جاتا ہے۔

★ عوام الناس کو حفظ، ناظرہ کی تعلیم، قرآن حکیم کی تفسیر، علم حدیث، فقہ، عربی زبان وادب کی تعلیم بلا معاوضہ دی جاتی ہے۔ ان تمام خدمات کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ قرآن وحدیث اور سنت نبوی ﷺ کے رہنما اصولوں سے آگاہی حاصل کر کے اپنے روزمرہ زندگی کے مسائل حل کر سکیں اور

★ اس تعلیم کو اسی طرح اپنے اہل خانہ، دوست احباب اور رشتہ داروں تک پہنچائیں۔

ادارہ میں داخلہ کا طریقہ نہایت آسان اور بلا معاوضہ ہے۔

ادارہ ہذا میں تعلیم حاصل کرنے والے تمام طلباء کا ہر دو ماہ بعد باقاعدگی سے ٹیسٹ لیا جاتا ہے اور طالب علموں کی کارکردگی رپورٹ والدین/سرپرست کو بھیجی جاتی ہے اس کے علاوہ والدین سے بالمشافہ ملاقات کر کے بچوں کی تعلیمی کمزوریوں کے بارے میں بھی رہنمائی کی جاتی ہے۔

★ ادارہ کا ایک سال کا نصاب تین سمسٹرز پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر سمسٹر اور ہر سال کا نصاب نیا ہوتا ہے۔

★ ادارہ میں مختلف کورسز میں میٹرک تا ایم۔ اے کے طالب علم، آئمہ کرام اور خطباء حضرات داخلہ لے سکتے ہیں۔ عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔

★ ادارہ سے فارغ التحصیل طالب علموں کو ہر سال باقاعدہ اسناد دی جاتی ہیں۔

Marfat.com

ماہانہ محفل میلاد

محسن انسانیت، رحمۃ للعلمین، باعث تخلیق کائنات، شہنشاہِ کونین، حضور پُرنور
شافع یوم النشور احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لیے

زیر سرپرستی، فخر المشائخ
حضرت صاحبزادہ **میاں جمیل احمد** شرقپوری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

زیر اہتمام صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
و دیگر اراکین انجمن غلامان مصطفےٰ رجسٹرڈ

بمقام: جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیومزنگ سمن آباد لاہور

ہر انگریزی ماہ کی پہلی **پیر** کو موسم سرما میں بعد نماز عشاء اور موسم گرما میں بعد نماز مغرب منعقد ہوتی ہے۔ اِس تقریب سعید کے موقع پر ممتاز ماہر تعلیم، پروفیسرز ڈاکٹرز اور ممتاز ریسرچ سکالرز مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

درس قرآن مجید

ممتاز ماہر تعلیم، مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ سائنس کالج لاہور ہر اتوار کو محفل ذکر کے فوراً بعد جامع مسجد ہذا میں درس قرآن حکیم دیتے ہیں برادران اسلام سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ ان ماہانہ اور ہفتہ روزہ محافل میں شرکت فرمائیں۔

محفل ذکر

مسجد ہذا میں ہر اتوار کو نماز فجر کے ایک گھنٹہ بعد ختم خواجگان، ختم مجددیہ اور ختم معصومیہ پر مشتمل ایمان افروز روح پرور محفل زیر اہتمام صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی نہایت عقیدت و احترام سے منعقد ہوتی ہے۔

منجانب شیر ربانی سوسائٹی جامع مسجد قادریہ شیر ربانی چوک شیر ربانی شیر ربانی روڈ، 21-ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

Marfat.com

شیر ربّانی اسلامک سنٹر سمن آباد، لاہور

اغراض و مقاصد

1۔ قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنا

2۔ محفل میلاد النبی ﷺ محفل گیارہویں شریف اور اولیاء اللہ کے اعراس کو ذریعہ تبلیغ بنانا۔

3۔ محافل کو بامقصد بنانے کے لئے عنوانات کا تعین اور مقررین اور مقالہ نگار کو پُر مغز اور تحقیقی تقاریر اور مقالہ جات مرتب کرنے کی درخواست پیش کرنا

4۔ مجدّد دہزارہ دوم حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں اور دینی و ملی اور قومی خدمات کو اجاگر کرنا

5۔ باعث تخلیق کائنات، فخر موجودات، شہنشاہ کونین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی تعلیمات، اسوۂ حسنہ، کردار، اخلاق اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اخبارات و رسائل، ٹی وی، آڈیو ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز اور محافل کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچانا۔

6۔ قرآن حکیم کی تفسیر، علم حدیث، فقہ اور عربی کی تعلیم کو فروغ دینا۔

7۔ حفظ و ناظرہ کی تعلیم سے بچوں کو آراستہ کرنا۔

8۔ محفل ذکر کے ذریعہ سے روحانی بالیدگی اور درس قرآن کی صورت میں روزمرہ زندگی کے مسائل کا حل سے نوجوان نسل کو روشناس کرانا۔

شیر ربانی اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام شعبہ جات

- جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر
- ہفت روزہ محفل ذکر
- ہفت روزہ درس قرآن
- ماہانہ محفل میلاد
- ماہانہ محفل میلاد میں خواتین کی شمولیت کا باپردہ اہتمام
- سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ تقریبات کا انعقاد
- جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجدّدیہ شیر ربانی
- شیر ربانی پبلیکیشنز
- شیر ربانی لائبریری
- مکتبہ شیر ربانی
- مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر
- آڈیو/ ویڈیو کیسٹس/ سی ڈیز

رابطہ

مرکزی دفتر شیر ربّانی اسلامک سنٹر چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ 21۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

0092-42-7562424/7571809 0300-4299321/0300-8866654

Marfat.com